ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

12 جمادی الاولیٰ 1443ھ | دسمبر 2021ء

عزم وہمت اور صبر و اِستقامت کے
92 سال

- مجلس احرار اسلام کے 92 سال
- داڑھی آخر ضروری کیوں......؟
- طالبان حکومت......نیک توقعات
- مذہبی آزادی کے حوالے سے امریکی رپورٹ؟
- جماعتِ احمدیہ اور شدت پسندی
- اشاریہ ’’نقیبِ ختم نبوت‘‘ (2021ء)

خوشخبری

الحمدللہ! ماہنامہ نقیب ختم نبوت کی خصوصی کاوش

مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق امیر، ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی

مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کی سوانح اور آپ کی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے

خاص نمبر شائع ہو چکا ہے

جس میں اکابر علماء، سیاسی قائدین، ذمہ داران و کارکنان احرار
متعلقین و متوسلین کے مضامین اور منظوم خراج عقیدت شامل ہے

خاص طور سے حضرت پیر جی رحمۃ اللہ علیہ کا 1970 میں قادیانیت کے خلاف تحریک
کے نتیجے میں ساہیوال جیل میں قید با مشقت کے دوران عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ
کے لیے اپنے خون سے لکھا گیا عہد نامہ شامل کیا گیا ہے

عام رعایتی قیمت -/300 روپے

نقیب ختم نبوت کے مستقل خریداروں کے لیے

خاص رعایتی پیکج -/150 روپے

- دفتر ماہنامہ نقیب ختم نبوت دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
- بخاری اکیڈمی 0300-8020384 0300-7345095

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 32 شمارہ 12 دسمبر 2021ء / جمادی الاوّل ۱۴۴۳ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ:	مجلس احرار اسلام کے 92 سال	سید محمد کفیل بخاری	2
سپاس نامہ:	سپاس نامہ	حکیم حافظ محمد قاسم	5
دین و دانش:	حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آخری قسط)	مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	7
;;	داڑھی آخر ضروری کیوں......؟	مولانا زبیر احمد صدیقی	9
افکار:	مذہبی آزادی کے حوالے سے امریکی رپورٹ؟	عمر فاروق	12
;;	طالبان حکومت......نیک توقعات	عطا محمد جنجوعہ	15
ادب:	جہاں بھر کے جو بچے ہیں	حبیب الرحمٰن بٹالوی	19
;;	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شاعری میں قرآنی تلمیحات (آخری قسط)	نور اللہ فارانی	20
;;	حاصلِ مطالعہ	محمد یوسف شاد	29
مطالعہ	فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ	مولانا منظور احمد آفاقی	30
قادیانیت:	جماعت احمدیہ اور شدت پسندی	منصور اصغر راجہ	32
حسن انتقاد:	تبصرہ کتب	مبصر: صبیح ہمدانی، مولوی اخلاق احمد	41
تاریخ احرار:	تاریخ احرار (قسط نمبر 20)	مفکر احرار چوہدری افضل حق	43
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	47
ترحیم:	مسافران آخرت	ادارہ	53
اشاریہ:	اشاریہ "نقیبِ ختمِ نبوت" (2021ء)	مرتب: محمد یوسف شاد	55

★ ★ ★ ★

فیضانِ نظر

مولانا حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ------- 300/- روپے

بیرون ملک ------- 5000/- روپے

فی شمارہ ------- 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم، ڈی، اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات سید محمد کفیل بخاری

مجلس احرارِ اسلام کے 92 سال

(29، دسمبر 1929ء دسمبر 2021)

26 نومبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک مجلس احرارِ اسلام ملتان نے دارِ بنی ہاشم میں ورکرز کنونشن منعقد کیا جس میں احرار ساتھیوں نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عنایت فرمایا۔ کنونشن میں احرار کے مرکزی رہنما مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد اکمل (امیر ضلع ملتان) فرحان الحق حقانی (ناظم نشر و اشاعت ملتان) ڈاکٹر محمد آصف (مرکزی ناظم دعوت) کے علاوہ ملتان شہر کے مختلف یونٹس کے ذمے داران اور کارکنان نے اظہار خیال کیا۔ انہوں نے اپنی کارگزاریاں اور مستقبل میں کام کے حوالے سے ٹھوس تجاویز پیش کیں۔ کنونشن کی اختتامی تقریر میں راقم نے جن خیالات کا اظہار کیا اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

برِ عظیم پاک و ہند کی جدوجہد آزادی میں جن سیاسی جماعتوں نے اپنے مذہب، قوم اور وطن کے دفاع و استحکام اور بقاء کے لیے انگریز سامراج کا مقابلہ کیا اور مثالی قربانیاں پیش کرتے ہوئے ایمان و عزیمت کی لازوال داستانیں مرتب کیں اُن میں مجلس احرارِ اسلام کا نام سرِ فہرست ہے۔

قیامِ احرار کے مشورہ میں سب سے پہلا نام محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا ہے۔ آپ کے فرزند و جانشین مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

’’والد مرحوم حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی آرزو تھی کہ پنجاب میں ایک منظّم عوامی تنظیم کا قیامِ عمل میں آئے جو قادیانیت کے محاذ پر سرفروشانہ کام کرے اور استخلاصِ وطن کے لیے بھی جدوجہد کرے۔

مجلس احرارِ اسلام انہی کے ایماء اور اشارہ پر قائم ہوئی۔ انہوں نے اپنے مخلص وفادار شاگردوں اور عقیدت مندوں کو مجلس احرارِ اسلام میں شامل ہونے اور تعاون کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

انہوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے متعلق یہ سمجھا کہ اگر انہیں قادیانیت کے خلاف تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کھڑا کر دیا گیا تو یقینی طور پر اسلام کے بہترین سپاہی اور عظیم مجاہد ثابت ہوں گے۔ انہوں نے فتنۂ قادیانیت کے استیصال اور سرکوبی کے لیے یہ مشن ان حضرات کے سپرد کر دیا۔

احرار نے جو سب سے بڑی اسلام کی خدمت کی ہے وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا معاملہ ہے۔ اور یہ اتنی عظیم خدمت ہے کہ اگر احرار کے دامن میں اور کچھ بھی نہ ہو تو صرف اس محاذ پر انہوں نے جس سراپا اخلاص انداز سے جنگ لڑی وہ دوسری جماعتوں کی بہت سی خدمات پر بھاری ہے۔‘‘ اقتباس انٹرویو

مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

سابق سرپرست مجلس احرارِ اسلام ہند

(پندرہ روزہ ’’الاحرار‘‘ لاہور، ج ۱۵، ش ۱۹، جنوری ۱۹۸۶)

مجلس احرار اسلام کو قائم ہوئے 92 سال گزر چکے ہیں۔ تقریباً ایک صدی کا سفر طے کر کے آج چوتھی نسل احرار ورکرز کنونشن میں شریک ہے۔ تاریخ کے اس طویل سفر میں کئی جماعتیں بنی اور ختم ہوئیں لیکن مجلس احرار اسلام کی بقا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اخلاص اور سچے نظریات کی بنیاد پر قائم جماعتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں۔

مجلس احرار اسلام کی بنیاد 29 دسمبر 1929ء کو لاہور میں رکھی گئی لیکن پہلی احرار کانفرنس ڈیڑھ سال بعد 31 جولائی 1931ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ نے کی، صدرِ استقبالیہ مولانا مظہر علی اظہر اور سیکرٹری استقبالیہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہم اللہ تھے۔ مجلس احرار اسلام کیوں اور کن حالات میں قائم ہوئی اور اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس کی تفصیل رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی 31 جولائی 1931ء کے اپنے خطبۂ صدارت میں بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

’’احرار کوئی نئی جماعت نہیں اور نہ نیا نام ہے۔ بلکہ 1919ء سے جن مسلمانوں نے تحریک خلافت اور کانگریس میں حصہ لیا ان کو احرار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسی لیے مولانا محمد علی جوہر مرحوم کو رئیس الاحرار کا خطاب دیا گیا تھا۔

1928 میں مولانا شوکت علی وغیرہ نے ذاتی ناراضی کی بنا پر پنجاب خلافت کمیٹی کو غیر آئینی جماعت قرار دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں خلافت کمیٹی کا وجود بمبئی کے دفتر کے باہر کہیں نظر نہیں آتا۔ کیونکہ پنجابی احرار ہی کی قوت عملی کی بنا پر خلافت کمیٹی کا نام ہندوستان میں موجود تھا۔ جب پنجاب خلافت کمیٹی غیر آئینی جماعت قرار دی گئی تو اس وقت مولانا ظفر علی خان، خواجہ عبدالرحمٰن غازی، چودھری افضل حق سابق ایم، ایل، سی، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد داؤد غزنوی، مولوی مظہر علی اظہر ایڈووکیٹ اور اس خاکسار اور دیگر احباب نے یہ خیال کیا کہ اب مسلمانان پنجاب میں کام کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام کے نام سے ایک باقاعدہ جماعت قائم کی جائے۔ چنانچہ مجلس احرار 1929ء کے ابتدا میں ہی قائم کردی گئی تھی۔ مگر کانگریس کے ساتھ مل کر جنگ آزادی میں کام کرنے کے لیے تمام جماعتی پروگرام کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اس بات کی ضرورت تھی کہ مجلس احرار کے نظام کو پنجاب میں پھیلایا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجلس احرار پنجاب جس کے صدر ہندوستان کے مشہور ترین رہنما سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ہیں قائم ہوئی۔ مجلس کے قائم ہونے کے اعلان کی دیر تھی کہ پنجاب کے اکثر ضلعوں میں اس کی شاخیں قائم ہوگئیں۔ اگر ہم صدق دل سے کام کرتے رہے تو میرا یقین ہے کہ عنقریب پنجاب کے ہر گوشہ میں مجلس احرار کا نظام پھیل جائے گا۔

خطبۂ صدارت، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ

(11 جولائی 1931ء لاہور، صفحہ 12-13)

مجلس احرار اسلام اپنے قیام کے ساتھ ہی بیک وقت کئی محاذوں پر سرگرم عمل ہوگئی۔

انگریزی اقتدار کا خاتمہ اور وطن کی آزادی، مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع، غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت وتبلیغ، مسلمانوں کے دینی وشہری اور انسانی حقوق کا تحفظ، مسلمانوں پر راجوں مہاراجوں کے مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور مسلمانوں کی مدد کرنا، مسلمانوں کی سیاسی ودینی رہنمائی اور بلا امتیاز مذہب وقوم

خدمت خلق، مجلس احرار اسلام کی جدو جہد کے عظیم محاذ تھے۔ 1936ء اور 1946ء کے عام انتخابات میں بھی حصہ لیا اور پنجاب میں کئی نشستیں حاصل کیں۔ مفکر احرار چودھری افضل حق اور مولانا مظہر علی اظہر کے علاوہ دیگر رہنما اسمبلی میں پہنچے۔ 1931ء کی تحریک آزادی کشمیر اور 1934ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے ذریعے عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس نے احرار کی افرادی قوت میں بہت اضافہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جب قادیانی پاکستان کے اقتدار پر شب خون مار کر قبضہ کرنے کی سازشیں کر رہے تھے تو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاعِ وطن کے لیے احرار ہی میدان میں اترے۔ تمام دینی سیاسی جماعتوں اور مسالک کو متحد کر کے 1953ء میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت برپا کی۔ ظالم و جابر اور سفاک مسلم لیگی حکمرانوں نے تشدد کے ذریعے تحریک کو کچلا اور دس ہزار مسلمانوں کو امپورٹڈ انگریزی گولیوں سے شہید کیا۔ 1974ء میں شہداء ختم نبوت کا خون بے گناہی رنگ لایا اور پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، نواب زادہ نصر اللہ خان اور دیگر رہنماؤں نے پرچم احرار بلند کرتے ہوئے جماعت کی قیادت کی۔ تحریک ختم نبوت کی پاداش میں 1953 سے 1962 تک احرار خلاف قانون جماعت رہی۔ 1962ء میں پابندی ختم ہوئی تو پھر قافلۂ احرار کی شیرازہ بندی و قیادت ابناء امیر شریعت کے حصے میں آئی۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری۔ مولانا سید عطاء المحسن بخاری، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری اور حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہم اللہ نے اپنے اپنے عہد میں احرار کی قیادت کی اور حق تو یہ ہے کہ بعض اپنوں اور بیگانوں کے پیہم ستم اور نامہربانیوں کا پوری جرأت و استقامت کے ساتھ مقابلہ کر کے بقاء احرار کا حق اداء کر دیا۔ فروری 1976ء میں (ربوہ) چناب نگر میں مسلمانوں کے پہلے تبلیغی مرکز مسجد احرار تعمیر کرنے کا کارنامہ بھی ابناء امیر شریعت ہی نے انجام دیا۔

ہماری عظیم قیادت آج ہم میں موجود نہیں لیکن اُن کی تاریخ کا حسین ماضی رہنمائی کے لیے ہمارے سامنے ہے۔ آج یہ بارِ امانت ہمارے ناتواں کندھوں پر ہے۔ اپنی بے بضاعتی کے باوجود ہم نے علم احرار بلند رکھا ہے اور اپنی زندگیاں جماعت کے لیے وقف کر دی ہیں۔ ہم نے حلف اٹھایا ہے کہ جب تک زندہ ہیں، احرار کے منشور، اغراض و مقاصد اور نصب العین کی خدمت کرتے رہیں گے۔ اسی پر جییں گے اور اسی پر مریں گے۔ ہم اپنے اسلاف کی ارواح کے سامنے فخر کی ساتھ پیش ہوں گے، ان شاء اللہ

احرار کارکنو! پورے عزم و حوصلے کے ساتھ جادۂ حق پر مستقیم رہو۔ خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضاء اور حضور خاتم الانبیاء سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، اسلام کی تبلیغ و دعوت اور اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لیے پرامن جدوجہد کرتے رہو۔ کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤمِنِین۔ اور تمہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن ہو

نیند کے ماتو اٹھو! ظلمت لگی ہے ہارنے زندگی کا صُور پھونکا ہے، مجلس احرار نے

حکیم حافظ محمد قاسم

سپاس نامہ

بخدمت امیر و قائد احرار حضرت سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم

بموقع بتقریب پرچم کشائی، احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر، 12 ربیع الاول 1443ھ 19 اکتوبر 2021ء

مجلس احرار اسلام جس کی اساس تقویم دین، حکومت الٰہیہ کے نفاذ، فرق باطلہ کی تردید اور مظلوم انسانیت کی فلاح وحمایت کے اصولوں پر رکھی گئی۔ جس کو مفکر احرار چودھری افضل حق کا ملکوتی فکر، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا تقوی اور شرافت، مولانا داؤد غزنوی کی فراست، شیخ حسام الدین کا تدبر و فراست، ماسٹر تاج الدین انصاری کا خلوص و دیانت، شہید ختم نبوت مولانا مولانا گل شیر شہید کا سوز و خون شہادت، قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی سفارت، آغا شورش کاشمیری کی فصاحت و بلاغت اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی یکتائے روزگار خطابت و سیاست پھر دوسرے بے شمار زعماء احرار اور مخلص و جانثار کارکنان احرار کا ایثار نصیب ہوا۔

اس تحریک نے نہ صرف تبلیغ واشاعت دین تک ہی اپنا حلقہ محدود رکھا بلکہ تحریک آزادی وطن میں دیگر ہر طرح کی قہرمانی قوت وسلطنت کی تباہی اور ہندوستانی عوام بالخصوص مسلمانوں کے دلوں میں برطانیہ کے سفید فام ٹوڈیوں کی نفرت اور حقارت پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تحریک پاکستان میں اگر چہ سیاسی افق پر دوسرے لوگوں کو شہرت مل گئی۔ بعض محض مادی قوت کے بل بوتے پر قائدین بن بیٹھے اور کچھ نے سیاسی جوڑ توڑ کر کے ہوس اقتدار میں پھدک کر کرسیاں سنبھال لیں۔ مگر روحانی اعتبار سے اور معنوی لحاظ سے پاکستان کا وجود سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید کے خون شہادت و اکابر علماء دیوبند اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی انگریز دشمن قیادت کا مرہون منت ہے

تعمیر کی ہر اینٹ پہ لکھا ہے میرا نام
دیوار مگر آپ سے منسوب ہے

آزادی ہند، تحریک خلافت اور تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت کے وہ شہداء جو آزادی کے نشہ میں سرشار انگریزی توپوں کے بھوکے دہانوں کا نوالہ بن گئے۔ ان کی روحیں آج پکار پکار کر کہہ رہی ہیں

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

ماضی میں بعض سیاسی مدوجزر، مارشل لاء کے نفاذ، جماعت پر پابندی، جبروظلم اور مرکزی قیادت خصوصاً ابناءِ امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، مولانا سید عطاء المومن بخاری، مولانا پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہم اللہ اور دیگر رفقاء کا سایہ اٹھ جانے سے مجلس احرار اسلام کو نا قابل تلافی نقصان ہوا۔ مگر الحمدللہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس تحریک ختم نبوت کے سرخیل وقائد امیر احرار نواسہ امیر شریعت حافظ سید محمد کفیل بخاری اپنی مایہ ناز قیادت اور عالمانہ سیاست سے ہماری رہنمائی کررہے ہیں اور ان کے ہمراہ دورِ حاضر کے مفکر احرار، مجاہد ختم نبوت، تربیت یافتہ ابناء امیر شریعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی زیرِ سرپرستی مجلس احرار اسلام نئے ولولے، نئے جوش وخروش اور بلند عزائم لے کر میدان عمل میں اتر آئی ہے۔

ہم کارکنان احرار آپ کو یقین دلاتے ہیں اور پوری سنجیدگی سے اعلان کرتے ہیں کہ آئین الٰہی کے نفاذ، اسلام کی سربلندی، تحفظ ختم نبوت اور مملکت خداداد پاکستان کے استحکام نیز دشمنان دین کا سر کچلنے کے لیے ہمہ وقت آپ کے شانہ بشانہ اور ہم رکاب رہیں گے ان شاءاللہ

امام اہلِ سنت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ (آخری قسط)

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارے زمانہ کے سبائی

ہمارے زمانہ کے سبائیوں کا بھی یہی وطیرہ ہے کہ اندر سے تو وہ پکے سبائی ہوتے ہیں مگر بظاہر سُنی حنفی بن کر سبائیوں کے عقائد و خیالات سُنی مسلمانوں میں پھیلانے کی مذموم حرکت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بھی ہمیں بچائے۔ آمین۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف سبائی محاذ

ہاں تو جب بصرہ، کوفہ اور مصر کے ان سازشیوں نے اندر اندر جڑیں کچھ مضبوط کر لیں تو اب انہوں نے میدان میں نکل کر کھل کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ پس یہودی ابن سباء اور ان لوگوں نے خط کتابت کر کے تاریخ مقرر کی اور سب مجتمع ہو کر شوال ۳۵ھ میں حاجیوں کی شکل میں مدینہ منورہ آ پہنچے آپس کی خط کتابت میں انہوں نے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور دوسرے مشہور اور جلیل القدر صحابہ کرام کی طرف سے دوسرے مقامات کے لوگوں کے نام فرضی (۱) خط لکھ لکھ کر ان حضرات کی جعلی مہریں بھی لگا لیں کہ یہ حضرات حکم دیتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ خراب ہو گئے ہیں۔ بار خلافت اٹھانے کے اہل نہیں رہے۔ اس لیے ان کو معزول کیا جائے۔

پھر جو صحابہ کوفہ میں تھے ان کے ناموں کے جعلی خطوط مصر اور بصرہ کے لوگوں کے نام اور جو صحابہ مصر میں رہتے تھے ان کے ناموں کے جعلی خطوط کوفہ اور بصرہ کے لوگوں کے نام۔ اور جو صحابہ مدینہ منورہ میں مقیم تھے ان کے ناموں کے خطوط مصر اور کوفہ بصرہ کے لوگوں کے نام لکھے۔ چنانچہ یہ لوگ حاجیوں کی شکل (۲) میں اڑھائی ہزار کی تعداد میں مدینہ پہنچ گئے (۳) سوئے اتفاق سے ایک آدھ صحابی اور ایک دو نوعمر ابناء صحابہ مثلاً حضرت محمد بن ابوبکر اور حضرت محمد بن ابو حذیفہ وغیرہ جو حضرت عثمانؓ سے بوجوہ غیر معتبرہ ناراض تھے ان کو بھی یہ لوگ ورغلا کر اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئے۔ مدینہ منورہ کے عام صحابہ کرام نے جب یہ حالات دیکھے تو سب حضرات نے ان سبائیوں سے نفرت اور لاتعلقی کا اظہار کیا۔ حضرت امیر المومنین علیؓ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم نے اور دوسرے صحابہ کرام نے ان کو سختی سے روکا اور مجبور کر کے مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ منورہ سے واپس چلے گئے مگر راستہ میں جا کر رک گئے۔ ادھر ذی القعدہ میں مدینہ منورہ کے عام لوگ جب حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ تقریباً مردوں سے خالی ہو گیا تو ان لوگوں نے موقع کو پھر غنیمت جان کر راستہ سے واپس ہو کر ذی الحجہ میں مدینہ منورہ

پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اور بہانہ یہ بنایا کہ حضرت عثمان نے حاکم مصر کو یہ خط لکھا ہے کہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو ان کو قتل کر دو۔ حافظ ابن کثیر یہ واقعات تفصیل سے بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

كَتَبُوْا مِنْ جِهَةِ عَلِيٍّ وَّ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرِ اِلَى الْخَوَارِجِ كُتُبًا مُّزَوَّرَةً اَنْكَرُوْهَا وَ هٰكَذَا زُوِّرَ هٰذَا الْكِتَابِ عَلٰى عُثْمَانَ (۴)

ترجمہ: ان سبائیوں نے حضرت علی، طلحہ اور زبیر کی طرف سے خوارج کے نام جعلی خطوط لکھ لیے جن کا ان سب حضرات نے انکار کیا۔ ایسے ہی حضرت عثمان کے نام سے جعلی خط لکھا گیا جس کا حضرت عثمان کے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا۔

چنانچہ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عثمان کے مکان کے صدر دروازے پر تو چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن و حسین و عبداللہ بن زبیر وغیرہ نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم کا مضبوط پہرہ لگا دیا۔ بلکہ ایک جھڑپ میں حضرت حسن زخمی بھی ہو گئے۔ اس بنا پر ان سبائیوں کو فکر ہوئی کہ کہیں بنو ہاشم مشتعل نہ ہو جائیں۔ دوسری ان کو یہ فکر بھی تھی کہ چند دن بعد جب دوسرے صحابہ کرام حج سے واپس آ گئے تو پھر کچھ بس نہ چل سکے گا۔ نیز ان کو یہ بھی پتہ چل گیا کہ شام اور بصرہ وکوفہ سے حضرت عثمان کی نصرت اور مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے فوجیں روانہ ہو چکی ہیں تو ان کو خوف لاحق ہوا۔ کہ اگر اسلامی فوجیں اور حجاج کرام مدینہ منورہ پہنچ گئے تو ان کی خیر نہیں۔ اس لیے انہوں نے جلد سے جلد تر حضرت عثمان کو شہید کرنے میں ہی اپنی عافیت دیکھی۔ چنانچہ زیادہ حصہ نے تو صدر دروازے پر حملہ کیا جن کی مدافعت میں حضرات حسنین اور دوسرے نوجوان صحابہ کرام مصروف ہو گئے۔ لیکن چند سبائی نہایت ہوشیاری اور پھرتی کے ساتھ مکان کی پچھلی طرف سے حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گھس کر حویلی کی دیوار پھاند کر اندر پہنچ گئے۔ حضرت عثمان تلاوت فرما رہے تھے کہ ان کو جمعہ ۲۷ ذی الحجہ ۳۵ھ بوقت عصر انتہائی ظلم سے شہید کر دیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون** (۵)

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حادثہ فاجعہ کا علم ہوا تو آپ بے ساختہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضرات حسنین کو بُرا بھلا کہا حضرت حسن کو تھپڑ بھی مارا۔ حضرت حسین کو بھی دھکا دیا۔ مگر انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے ان کو دروازے سے نہیں گھسنے دیا۔ ان کے چند آدمی اچانک پچھلے ہمسائے کے مکان سے اندر گھس گئے اور ہم اس طرف کے باغیوں کو روکنے میں مصروف تھے۔ تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔

حواشی

(۱) تفصیل کے لیے ابن کثیر جلد ہفتم کے صفحات ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۸۶، ۱۹۵ دیکھیں۔ (۲) ابن کثیر ص ۱۷۰ ج ۷
(۳) ابن کثیر ص ۲۳۸ ج ۷ (۴) ابن کثیر ص ۱۷۵ ج ۷ (۵) ابن کثیر ص ۱۸۸ ج ۷

مولانا نازبیر احمد صدیقی

داڑھی آخر ضروری کیوں......؟

انسان روزمرہ کی زندگی میں بہت سے ایسے اعمال سرانجام دیتا ہے کہ جن کے لیے اس کی فطرت سلیمہ ہی اسے ابھارتی ہے۔ نفسِ سلیم میں پیدا ہونے والا داعیہ اسے وہ کام کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ حدیث پاک میں ایسی چند چیزیں بیان کی گئی ہیں، جن میں ناک صاف کرنا، ناخن کتروانا، پانی کے ساتھ استنجاء کرنا وغیرہ ایسے فطری امور ہیں جن کے سرانجام دینے کے لیے انسان کسی کے حکم کا انتظار کرتا ہے اور نہ ہی دلیل کا مطالبہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایسے دس امورِ فطرت میں داخل ہیں۔ اور داڑھی بڑھانا بھی انہیں امور میں سے ایک امر ہے۔ داڑھی کے بڑھانے پر فطرت سلیمہ بھی مجبور کرتی ہے۔ داڑھی کا کٹوانا یا منڈوانا خلاف فطرت امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ داڑھی منڈوانے والے سخت کرب اور مشکل کا شکار رہتے ہیں۔ رقم اور وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ ایسے خلاف فطرت کام کرتے ہیں جیسے کوئی شخص استنجاء پانی سے کرنا چھوڑ دے یا ناک صاف کرنا چھوڑ دے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے ہر آدمی خود گھن کھاتا ہے اور دیگر حضرات بھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے موافق داڑھی نہ رکھنے والے بھی بالکل ایسے ہی قابل نفرت عمل کے مرتکب ہیں۔

داڑھی رکھنا اطاعت خداوندی ہے:

داڑھی رکھنا جملہ انبیاء علیہم السلام کی سنت قدیمہ ہے، جملہ شرائع نے اپنے اپنے متبعین کو داڑھی رکھنے کا حکم دیا۔ سیدنا آدم علیہم السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی نے داڑھی رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ یہ لوگ (جن کا ذکر اوپر ہوا) وہ تھے جن کو اللہ نے (مخالفین کے رویے پر صبر کرنے کی) ہدایت کی تھی لہٰذا (اے پیغمبر) تم بھی انہی کے راستے پر چلو۔ (الانعام:90) چنانچہ داڑھی رکھنا انبیاء علیہم السلام کی ہدایت کا ایک حصہ ہے اور ارشاد خداوندی کے تحت ایسے اجماعی مسائل جن پر جملہ انبیاء علیہم السلام کی اقتداء درحقیقت اطاعت خداوندی ہے۔

داڑھی رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنت ہے: جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی باریش تھے اور داڑھی بڑھانے کا بار ہا حکم بھی ارشاد فرمایا اور داڑھی نہ رکھنے والوں سے اظہار نفرت بھی فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کی کیفیت کیا تھی؟ اس سلسلہ میں ترمذی شریف کی روایت ملاحظہ ہو: "**كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كث اللحية تملا صدره. في رواية: قد ملأت لحيته مابين هذا قد ملأت نحره**" (**ترمذي في الشمائل**) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک اس قدر گھنی تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ دائیں بائیں اور سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے داڑھی رکھنے کا حکم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیاں پوری رکھو اور مونچھوں کو خوب کاٹو۔ (صحیح مسلم) اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مشرکین داڑھی کٹواتے اور مونچھیں بڑھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ہدایت فرمائی کہ جیسے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم عقائد واعمال میں مشرکین سے بیزاری اختیار کرتی ہے۔ شکل وصورت میں بھی ان سے بے زاری اختیار کرے۔ مشرکین داڑھی کٹواتے ہیں، مومنین داڑھی بڑھاتے ہیں، مشرکین مونچھیں بڑھاتے ہیں اہل ایمان اپنی مونچھیں کترواتے ہیں۔

داڑھی نہ رکھنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار نفرت:

کسریٰ شاہ ایران کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مکتوب گرامی ارسال کیا جس میں اسے دعوت اسلام دی لیکن بد بخت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کی توہین کرتے ہوئے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گورنر یمن (باذان) کو خط لکھا کہ وہ دو آدمی بھیج کر حضور علیہ السلام کو گرفتار کرائے اور میری طرف بھیج دے (العیاذ باللہ)۔ باذام/ باذان کے بھیجے ہوئے دو پولیس اہلکار حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئیں اور مونچھیں بہت بڑی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکل سے بے حد نفرت فرمائی اور ان سے فرمایا: تم پر ہلاکت ہو تم کو کس نے ایسی مکروہ شکل بنانے کا حکم دیا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے رب یعنی کسریٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے۔

اہل اسلام کے لیے قابل عبرت بات یہ ہے کہ آنے والے کافر تھے، وہ اسلامی احکام کے مکلّف اور پابند بھی نہ تھے، اپنی ایک تہذیب وتمدن رکھنے والے تھے، اس کے باوجود ان کی شکل وصورت اتنی مکروہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ فرمایا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کا یہ عمل فطرت سلیمہ کے خلاف اور شیطانی اثر کا نتیجہ تھا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بد دعا دی کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔ غور کیجیے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آنے والوں کو داڑھی نہ رکھنے اور مونچھیں بڑھانے کی وجہ سے فرما رہے ہیں کہ خدا تمہیں ہلاک کرے۔

داڑھی کٹوانا دوسرے گناہوں سے بدتر گناہ ہے:

عام گناہ کے مرتکب مسلمان اور داڑھی منڈوانے والے مسلمان کے گناہ میں بالکل اس طرح فرق کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حکومت وملک کے ایک عام مخالف اور ایک اعلانیہ بغاوت کرنے والے کے درمیان کیا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اول بھی جرم کا مرتکب ہے اور دوسرا بھی مجرم ہے۔ لیکن اس مجرم سے جو علانیہ بغاوت کر رہا ہے ثانی الذکر مجرم حکومت کی طرف سے ناقابل معافی ہوا کرتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ عام گناہ وقتی ہوتا ہے، داڑھی نہ رکھنے کا گناہ دائمی ہے۔ مثلاً جھوٹ، غیبت، شراب، زنا، قتل وغیرہ گناہ کبیرہ ہیں لیکن ان گناہوں کا مرتکب ہر وقت ان گناہوں میں مبتلا نہیں رہتا۔ جھوٹ وغیبت ایک وقت بولے گئے اور بس انھی اوقات میں گناہ لکھا گیا۔ شراب وزنا اور قتل مخصوص وقت میں کیے گئے اور انھی اوقات میں ان

کے گناہ لکھے گئے۔ بخلاف داڑھی نہ رکھنے والے کے کہ جب داڑھی کاٹی یا مونڈی گئی گناہ شروع ہوا اور معافی نہ مانگنے تک گناہ لکھا جاتا رہا، گویا داڑھی رکھنے والے کے چوبیس گھنٹے ہی گناہ میں صرف ہوئے، وہ سو رہا ہے تو حالت گناہ میں ہے، جاگ رہا ہے تو حالت گناہ میں ہے، اگر عبادت میں مصروف ہے تب بھی معصیت اس کے ساتھ قائم ہے۔ (در منثور)

داڑھی منڈ رکھنے والے کی امامت و اذان:

داڑھی نہ رکھنا سخت ترین معصیت ہے، داڑھی کٹوانے یا منڈوانے والا انسان خائن بھی ہے اور فاسق بھی۔ اس لیے فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، فقہ حنفی کی کتاب قنیہ میں مذکور ہے: ''جو شخص داڑھی منڈ وائے یا اس کو چھوٹا کرائے تو اس کی امامت جائز نہیں اور خود اس کی نماز میں بھی کراہت ہے، ایسا شخص دنیا و آخرت میں مردود و ملعون ہے''۔

داڑھی منڈوانے والا شخص اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے ایسے شخص کی امامت سے بُرائی اور داڑھی منڈوانے کا رواج عام ہوگا، اس لیے ضروری ہے کہ امام وہ شخص ہو جو شرعی شکل وصورت رکھتا ہو۔ جو حافظ داڑھی منڈواتے یا کترواتے ہوں وہ گناہ کبیرہ کے مرتکب اور فاسق ہیں، تراویح میں بھی ان کی امامت جائز نہیں اور ان کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو حافظ صرف رمضان المبارک میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کرا دیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں امام بنانے والے بھی فاسق اور گنہگار ہیں۔

مسلم حکمرانوں کے نام:

نہایت ہی افسوس اور حیرت کے ساتھ اس حقیقت کو آشکار کیا جا رہا ہے کہ بعض اسلامی ملکوں کے نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے اپنے اپنے ممالک کے مسلمان باشندگان یا ملازمین کے داڑھی رکھنے پر پابندی عائد کی ہوئی ہے ان میں سے بعض ممالک ایسے بھی ہیں جہاں داڑھی رکھنا قابل تعزیر جرم ہے (العیاذ باللہ)۔ وطن عزیز پاکستان میں بھی بعض حکومتی اور غیر حکومتی اداروں اور کمپنیوں میں داڑھی رکھنے والے افراد پر ملازمت کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ خواہ یہ داڑھی والے کتنے ہی باصلاحیت اور ایماندار کیوں نہ ہوں۔ ارباب اقتدار اور اصحاب اختیار کی خدمت میں گزارش ہے کہ خدارا اپنے گناہوں کے بوجھ کو اپنے لیے کافی سمجھیں اور بے شمار لوگوں کے داڑھی مونڈنے کے گناہ کو اپنے کندھوں پر مت لادیں۔ آپ حضرات ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد کے اس جرم کا سبب ہیں۔ یقیناً ان کے اس جرم کا وبال جہاں مجرمین پر ہوگا وہاں ارباب اختیار اور اصحاب اقتدار پر بھی ہوگا، جن کے بنائے گئے قوانین اور ملازمت کی شرائط کی وجہ سے لوگ داڑھی کٹوانے جیسے قبیح گناہ میں مبتلا ہوئے۔ آیئے......!! مل کر اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کریں کہ آئندہ داڑھی کٹوانے یا منڈوانے کے گناہ میں کبھی منسلک ہوں گے اور نہ ہی کسی کو اس گناہ میں شریک کریں گے۔ بلکہ لوگوں کو سنت کے مطابق داڑھی رکھنے کے لیے ہر موقع پر ترغیب دیتے رہیں گے تاکہ روز محشر ساقیِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کا جام نصیب ہو سکے۔

عمر فاروق

مذہبی آزادی کے حوالے سے امریکی رپورٹ؟

امریکی وزارتِ خارجہ نے پاکستان کو ان ممالک کی فہرست میں شامل کر دیا ہے جہاں مذہبی آزادی کے حوالے سے خصوصی تشویش پائی جاتی ہے۔ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی 2020ء کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں حکومت نے منظّم انداز میں توہینِ مذہب اور قادیانی مخالف قوانین پر عمل درآمد کیا اور مذہبی اقلیتوں کو غیر ریاستی عناصر سے تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہی۔ اس کے علاوہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ملک میں ٹارگٹڈ کلنگ، توہینِ مذہب، مذہب کی جبری تبدیلی، نفرت پر مبنی بیانات، اور مذہبی اقلیتوں کو نشانہ بنانے کے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ جس میں قادیانیوں، اہل تشیع، ہندوں، عیسائیوں اور سکھوں کو نشانہ بنایا گیا۔ مریکی وزیرِ خارجہ اینتھونی بلنکن نے پاکستان، روس، سعودی عرب، چین، برما، اریٹریا، شمالی کوریا، تاجکستان، اور ترکمانستان کو مذہبی آزادی کے حوالے سے منظّم، متواتر اور سنگین خلاف ورزیوں کے مبینہ الزامات کے پیشِ نظر سی پی سی یعنی ایسے ممالک کی فہرست میں شامل کیا ہے جن کے بارے میں مذہبی آزادی کے حوالے سے خصوصی خدشات پائے جاتے ہیں۔ جبکہ الجیریا، کوموروس، کیوبا، اور نکوراگوا کو سپیشل واچ لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ امریکی کمیشن نے انڈیا کا نام اس فہرست میں شامل کرنے کی تجویز دی تھی لیکن اس کے باوجود بائیڈن انتظامیہ نے انڈیا کا نام فہرست میں شامل نہیں کیا ہے۔ یہ ہماری خارجہ پالیسی کی بہت بڑی ناکامی ہے کہ مذہبی آزادی پر قدغن لگانے اور مسلمانوں سمیت دیگر اقلیتوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والا بھارت اس فہرست میں شامل نہیں ہوسکا۔

پی ٹی آئی کی حکومت نے امریکہ اور مغربی طاقتوں کو خوش کرنے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں یا کر رہی ہے ان کے باوجود امریکہ کا یہ اقدام ثابت کرتا ہے کہ بین الاقوامی طاقتیں اس حوالے سے ڈو مور کا مطالبہ کر رہی ہیں اور مذہبی آزادی کے نام خوفناک عزائم رکھتی ہیں۔ موجودہ حکومت نے اقلیتوں کو مذہبی آزادی دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ریاست مدینہ بنانے کے دعویدار وزیراعظم نے شاید ہی کسی مسجد کا افتتاح کیا ہو مگر انہوں نے سب سے پہلے سکھوں کے مقدس مقام کرتار پور راہداری کھولی اور ہنگامی بنیادوں پر اس راہداری پر کام کیا گیا مگر امریکہ ظالم کو ہماری یہ خدمت نظر نہیں آئی۔

یہ پی ٹی آئی کی ہی حکومت تھی کہ جس نے توہین رسالت کی ملزمہ آسیہ مسیح کو رہا کر کے بیرون ملک بھیجنے کا کریڈٹ حاصل کیا۔ اس فیصلے کے لیے خلاف احتجاج کرنے والوں کو گرفتار کر کے مقدمات بنائے، موجودہ حکومت

کے دور میں ہی بین الاقوامی طاقتوں کو راضی کرنے کے لیے توہین رسالت کے سب سے زیادہ ملزمان رہا ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ پی ٹی آئی کی حکومت یہ کریڈٹ لیتی ہے کہ ان کے دور میں اقلیتوں پر توہین رسالت کا کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا۔ اگر ملک میں ایسا کوئی مقدمہ درج ہوا بھی تو راتوں رات اس مقدمے کو فارغ کر دیا گیا اور مقدمے کی پیروی کرنے والوں کو ہراساں کیا گیا۔

گزشتہ سال ہی اس امریکی کمیشن نے پی ٹی آئی حکومت کو شاباش دیتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستانی حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں خاص طور پر سپریم کورٹ کی جانب سے آسیہ بی بی کی رہائی، وجیہہ الحسن کیس، سیالکوٹ میں شوالہ تیجا سنگھ مندر کو ہندوؤں اور کرتار پور راہداری کو سکھ برادری کے لیے کھولنے اور سپریم کورٹ کی حمایت یافتہ قومی کمیشن برائے اقلیت کے قیام کو سراہا تھا۔ امریکی رپورٹ سے ایک چیز واضح ہوگئی کہ پی ٹی آئی کی حکومت نے بین الاقوامی اداروں کو مذہبی آزادی کے حوالے سے جو یقین دہانیاں کروائی تھیں کما حقہ انہیں پورا نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے ریاست پاکستان کو نشانہ بنایا گیا ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومتِ پاکستان نے 2014 کے سپریم کورٹ کے ایک فیصلے کے تحت قومی کمیشن برائے مذہبی اقلیتیں بنایا تاہم اس میں کسی قادیانی کو شامل نہیں کیا گیا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ حکومت نے قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانی ممبر کو شامل کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس پر ملک میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے حکومت کو اپنا فیصلہ واپس لینا پڑا۔

اسی طرح حکومت نے ایک قادیانی عاطف میاں کو اقتصادی کونسل میں شامل کیا تھا اور عوامی احتجاج کے بعد حکومت کو اس فیصلے سے بھی پیچھے ہٹنا پڑا تھا موجودہ حکومت کے دور میں ہی عبدالشکور جیسے قادیانی رہا ہو کر امریکہ و دیگر ممالک میں پناہ گزیں ہوئے۔ برطانیہ کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے تقریباً 40 ارکان پر مشتمل آل پارٹیز پارلیمنٹری گروپ فار دی احمدیہ نے 20 جولائی 2020 کو پاکستان کے خلاف سنگین الزامات پر مبنی انتہائی خطرناک رپورٹ جاری کی اور اس میں الزام عائد کیا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف ظلم و جبر اور بین الاقوامی انتہا پسندی میں اضافہ ریاست کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ ہم نے بین الاقوامی سطح پر اس رپورٹ کو سطحی اور رسمی طور پر بھی مسترد نہیں کیا۔ امسال جون میں برطانوی وزیر مملکت برائے خارجہ و ترقیاتی امور لارڈ طارق احمد جو کہ قادیانی ہیں پاکستانی دورے پر آئے اور ان سے اہم وزراء، مشیروں اور اعلیٰ حکام نے ملاقاتوں کا اہتمام کیا یہی نہیں بلکہ ایک قادیانی بزنس مین کو ملک کے چاروں صوبوں میں ایوارڈ شو کرنے کی اجازت دی اور ہمارے چند وزراء نے برطانیہ میں بھی اسی قادیانی کے ایوارڈ شو میں شرکت کر کے تحفے وصول کیے۔

پی ٹی آئی حکومت نے ایک طرف مدارس کے بعد مساجد کو کنٹرول کرنے کے لیے وقف املاک جیسے غیر شرعی

قوانین بنائے گئے جنھیں تمام مسالک کے علماء کرام کے مسترد کرنے کے باوجود واپس نہیں لیا گیا۔مگر دوسری طرف اسلام آباد میں ہندووں کے لیے مندر کی تعمیر کے لیے جگہ مختص کی گئی،ننکانہ میں بابا گرونانک یونیورسٹی قائم کی گئی۔ درجنوں مندر اور گردوارے جو غیر آباد تھے انہیں آباد کیا۔بعض مندر جو پاکستان بننے سے قبل کے تھے اور اب اس جگہ ہندو آبادی بھی موجود نہیں ان کو بھی سرکاری خرچ پر بحال کیا گیا۔

موجودہ دور حکومت میں قادیانیوں کو کھلی چھوٹ دی گئی۔قادیانیوں کے خلاف قائم مقدمات کو خراب کیا گیا اور ان مقدمات کی پیروی کرنے والوں کو نشانہ بنایا گیا۔حکومت نے ٹائیگر فورس بنائی تو قادیانی حلقوں نے دعوی کیا کہ ان کے ہزاروں کارکن ٹائیگر فورس میں رجسٹرڈ ہوئے ہیں مگر حکومت نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔اس کے باوجود امریکہ راضی نہیں ہوا۔گزشتہ سال امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے قومی شناختی کارڈ کے فارم سے مذہب کے خانے کے خاتمے اور قادیانیوں کی کتب وغیرمواد کی اشاعت سے پابندی ہٹانے سمیت توہین رسالت سے متعلق قوانین ختم کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔کمیشن نے کہا تھا کہ عدلیہ کو چاہیے کہ پاکستان میں توہین رسالت کے مقدمات کا تیزی سے فیصلہ کرے۔مزید کہا تھا کہ جن افراد پر توہین رسالت کے مقدمات ہیں انہیں یہ حق دیا جائے کہ ان کی ضمانت ہو سکے۔اس رپورٹ کے بعد ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کس تیزی سے توہین رسالت کے ملزمان عدالتوں سے رہا ہوئے؟

امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی 2002 کے بعد سے ہر سال یہ تجویز پیش کرتا رہا ہے کہ پاکستان کو اس فہرست میں شامل کیا جائے۔امریکی وزارتِ خارجہ نے بالآخر 2018 میں پاکستان کو اس فہرست میں شامل کیا تھا اور 2019 میں اسے برقرار رکھا۔کمیشن کے جون 2020ء اپنے ہی ایک پالیسی پیپر کے مطابق امریکہ نے اس کے بعد خطے میں اپنے سکیورٹی خدشات کی وجہ سے پاکستان کو سنہ 2020ء میں استثنا دے دیا تھا۔

اس رپورٹ سے ثابت یہ ہوا کہ عالمی طاقتوں کی کوشش ہے کہ کسی نا کسی طرح قانون توہین رسالت ختم کیا جائے قادیانیوں کے حوالے سے فیصلہ بدلا جائے، مدارس کو بند کیا جائے، میڈیا کو کنٹرول کیا جائے، عالمی طاقتیں اقوام متحدہ کے ذریعے توہین رسالت کا قانون ختم کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔اقوام متحدہ بھی پاکستان سے ICERD اور ICPRC کنونشنز کی آڑ میں آئین پاکستان کے تحت بنائے گئے توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے اور توہین رسالت کے مرتکب ملزمان کی رہائی کے لیے کوشاں ہیں۔اگرچہ حکومت نے بہت کوشش کی کہ کمیشن کی ہدایات کے مطابق ٹارگٹ حاصل کیا جائے مگر قرآنی اصول بہت واضح ہے کہ تم سے یہود و نصاری اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ان کے طور طریقوں اور شریعت کی پیروی نہ کرو۔

عطا محمد جنجوعہ

طالبان حکومت...... نیک توقعات

کرہ ارض پر فرانس، روس، چین سمیت دیگر ریاستوں میں انقلاب میں ہوئے تو اُن کے دور میں عوام کو کسی قدر سیاسی، سماجی و جنسی آزادی تو حاصل ہوئی لیکن وہ ریاست میں امن و امان کی فضا قائم کرنے میں ناکام ثابت ہوئے۔ چنانچہ دنیا بھر کے امن پسند شہری ایسے نظام کے متلاشی ہیں جس کے نفاذ سے اُن کی عزت، جان و مال کو تحفظ حاصل ہو جائے۔

مدینہ منورہ کے یہودی سکالر بخوبی جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری رسول ہیں لیکن خاندانی تعصب کی بنا پر انکار کیا۔ اسی طرح موجودہ دور کے مغربی تھنک ٹینک بخوبی واقف ہیں کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے، شرعی حدود کے نفاذ سے امن و امان بحال ہو سکتا ہے لیکن وہ اپنے آباء و اجداد کی طرح عسکری قوت اور معاشی حربے بروئے کار لا کر غلبہ اسلام کی راہ میں حائل ہوتے آ رہے ہیں۔

افغانستان میں ملا عمر کی امارت میں شرعی قوانین کا نفاذ ہوا۔ عوام نے سکھ کا سانس لیا، قتل و غارت، لوٹ مار اور عصمت دری کے واقعات تھم گئے۔ اہلِ مغرب میں اسلامی دفعات پر غور و فکر کا شوق امڈ آیا۔ صہیونی تنظیم کو ناگوار گزرا اور نائن الیون کا ڈرامہ رچایا۔ امریکہ نے اسامہ بن لادن کی تلاش کا بہانہ بنا کر افغانستان پر حملہ آور ہوا اور ڈیزی کٹر جیسے خطرناک بموں کی برسات کر دی۔ طالبان نے پسپائی کا راستہ اختیار کیا۔ امریکی و نیٹو افواج نے کابل پر قبضہ کر لیا۔ ان سنگین حالات میں مسلم دنیا نے آنکھیں پھیر لیں۔ طالبان نے مدد کے لیے مشرق و مغرب کی طرف نہیں بلکہ آسمان کی طرف دیکھا اور رات کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو کر مدد طلب کی۔ غیرت و حمیت اور جذبۂ جہاد سے سرشار نہتے طالبان نے جدید ہتھیاروں کی گھن گرج سے بے نیاز ہو کر دفاعی جہاد جاری رکھا۔ جانی و مالی نقصان پر اُن کے عزم و استقلال میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ روکھی سوکھی کھا کر الحمد للہ کہا اور سینہ تان کر دشمن پر حملہ کرتے رہے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے امریکہ و نیٹو افواج کو شکست فاش دی اور کابل میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ قرآن کا فرمان سچ ثابت ہوا ''كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ''۔ ترجمہ: بارہا ایسا ہوا کہ ایک قلیل گروہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑے گروہ پر غالب آ گیا۔ (البقرۃ:249)

الحادی طبقہ پر حجت قائم ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وتذل من تشاء بيدك الخير إنك على كل شيء قدير.

ترجمہ: اور تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، بے شک تو ہی ہر شے پر قادر ہے۔ (آل عمران:26)

نہتے طالبان نے جدید ٹیکنالوجی سے لیس نیٹو فوج کا ایمانی قوت سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ انھوں نے دم دبا کر بھاگنے میں عافیت سمجھی۔ وہ کابل ایئر پورٹ پر اڑتے جہاز سے لٹکنے پر مجبور ہو گئے۔ اس واقعہ نے ابرہہ کے ہاتھیوں اور ابابیلوں کے قرآنی تذکرہ کی یاد تازہ کر دی۔

ایران نے انقلاب مخالفین کو عبرت ناک سزائیں دیں تو مغربی میڈیا کے مخالفین کو واویلا مچانے کا موقع مل گیا کہ اسلام دہشت گردوں کا مذہب ہے لیکن طالبان نے مخالفین کے لیے عام معافی کا اعلان کر کے فتح مکہ کی سنت کو زندہ جاوید کر دیا اور دنیا کو پیغام دیا کہ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔

برطانیہ، روس اور امریکہ یکے بعد دیگرے افغانستان پر حملہ آور ہوئے۔ افغان قوم وطن کے دفاع کے لیے انتہائی فدائی انداز سے دفاعی جنگ لڑتے رہے۔ حالانکہ اُن کے پاس نہ کوئی فوجی قوت تھی نہ ہی ضروری تربیت، لیکن اس کے باوجود انھوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور سامراجی قوتوں کو شکست فاش سے دوچار کیا کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ اُن کا ایمانی جذبہ اور شہادت کی آرزو تھی۔ بقول اقبال:

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

افغان قوم کی کامیابی کا ظاہری سبب یہ بھی ہے کہ افغان سرزمین میں نومولود بچہ جہادی ماحول میں نشو ونما حاصل کرتا ہے، وہ بچپن میں غلیل سے کھیلتا ہے۔ جوان ہو کر بندوق سے اڑتے پرندوں کا شکار کرتا ہے اور نشانہ بازی کے مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ وہ اسلحہ کے زیور سے آراستہ ہو کر تقریبات میں شرکت کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ افغان قوم کا ہر جوان دشمن سے لڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ طاغوتی قوتوں کے دباؤ میں آ کر افغان قوم کو غیر مسلح نہ کیا جائے بلکہ عدل وانصاف کا ترازو تھام کر ملک میں امن وامان قائم کیا جائے۔

صہیونی قوت خراسان (افغانستان وغیرہ) کو کسی صورت مضبوط اور مستحکم دیکھنا نہیں چاہتی، ممکن ہے کہ وہ چین وغیرہ کسی ملک کو افغانستان میں مداخلت پر آمادہ کر دے تو اس وقت غیر مسلح افغان پہلے کی طرح مقابلہ کی صلاحیت سے محروم ہو جائیں گے۔ اس بنا پر افغان عوام کو غیر مسلح نہ کیا جائے۔

بعض تجزیہ نگاروں کا یہ کہنا کہ طالبان عالمی طاقتوں کے دباؤ میں آ کر جدید نظریات سے سمجھوتہ کر لیں گے، یہ اُن کی خام خیالی ہے۔ وہ طالبان جنھوں نے ڈیزی بموں کی برسات میں مغربی نظام کو قبول نہیں کیا، اب وہ فاتح بن

کر سمجھوتہ کر لیں گے یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ طالبان بخوبی جانتے ہیں کہ انسان کی نفسانی خواہش، عقل اور تجربہ کو حق قرار دینے والا مغرب کا الحادی نظام انسان کو الٰہ کے مقام پر فائز کرتا ہے، اس بنا پر وہ تجرد کی راہ اختیار کر کے اسلامی جمہوریت، اسلامی بینکاری اور آزادی نسواں کی روش اختیار نہیں کریں گے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کتاب وسنت کا قانون نافذ کریں گے۔ وہ اقربا پروری پر نہیں، اہلیت وقابلیت کی بنیاد پر منصب کی ذمہ داری سونپیں گے۔ جدید نوعیت کے مسائل پر رائے شماری سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو مدنظر رکھ کر اجتہادی فیصلے کریں گے۔

تاریخی حقیقت ہے کہ انسانی خود ساختہ نظام ہائے زندگی، معاشرہ میں امن وامان بحال کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں چنانچہ دنیا بھر میں امن کے متلاشی افغانستان کو پیاسی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ شرعی حدود وقیود کا نفاذ خالقِ کائنات کی برکات کا موجب ہے، جس سے معاشرہ پرسکون ہو جاتا ہے۔ جرائم پیشہ افراد خوف زدہ ہو کر توبہ کی طرف مائل ہوتے ہیں، جرائم کی شرح کم ہو جاتی ہے۔ یقیناً طالبان مغرب کا دباؤ مسترد کر کے پہلے کی طرح حدود وقیود کا نفاذ کریں گے۔ شرعی قانون کے نفاذ کی برکات سے افغانستان دنیا میں ماڈل بن کر نمودار ہوگا اور خلافت اسلامیہ کی طرف پیش قدمی کا موجب بنے گا۔ ان شاء اللہ

صہیونی وتیرہ ہے کہ وہ بزورِ قوت، مخالف ریاست کو تباہ وبرباد کرتے ہیں، پھر تعمیر وترقی کے نام پر مالی تعاون کرتے ہیں، ان کو آسان شرائط پر سودی قرضہ فراہم کرتے ہیں، پھر مغربی نظام نافذ کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ طالبان جنھوں نے بموں کی برسات میں، بھوک سے نڈھال ہو کر جہاد جاری رکھا، اب وہ افغان سرزمین پر غلبہ حاصل کر کے سودی قرضہ قطعاً نہیں لیں گے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ مقروض ریاست میں حریتِ فکر اور اسلامی حمیت دیمک کی رفتار سے سلب ہو جاتی ہے بلکہ وہ حملہ آور سامراجی قوتوں سے تاوان وصول کریں گے اور برادر اسلامی ملکوں سے رضا کارانہ مالی تعاون حاصل کریں گے۔

اسلام نے عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور زیب وزینت نہ ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے۔ مردوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ شیطان نے سیدنا آدم علیہ السلام اور اماں حوا کے دل میں وسوسہ ڈال کر اُن کو جنت کے لباس سے محروم کر دیا۔ اب بھی وہ بنی آدم کو بے لباس کرنے کی تگ ودو میں ہے۔ مغرب میں آزادی کا سمبل عورت ہے، چنانچہ طاغورتی چیلوں کی منشا ہے کہ مسلم ریاستوں میں بھی عورت کو بے لباس ہو کر کلب میں نمائش کرنے کے مواقع میسر ہوں، وہ اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے میں آزاد ہو۔ بعض مسلم ریاستیں اس مغربی پیکج پر گامزن ہیں اگرچہ افغانستان معاشی طور پر مفلوج ہے مگر مقروض نہیں، وہ ہرگز قبول نہیں کریں گے، بلکہ واشگاف الفاظ میں

موقف اختیار کریں گے کہ مسلم ریاست میں عورت کو محرم رشتوں کے ہمراہ چار دیواری سے نکل کر گھومنے پھرنے کی آزادی ہے مگر بے پردہ بوائے فرینڈ کے ساتھ نہیں۔ بیوہ مطلقہ عورت کو زندگی کا ساتھی انتخاب کرنے میں آزادی ہے۔ جس طرح کسی مرد کا زبردستی عورت کو بے آبرو کرنا جرم ہے، اسی طرح شادی کے بغیر اپنی مرضی سے جنسی تعلق قائم کرنا بھی جرم ہے۔

غیر مسلم اقلیتوں کی عزت، جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا، اُن کو بلا امتیاز روزگار کے مواقع میسر ہوں گے لیکن حساس اور اہم نوعیت کے عہدوں پر اُن کو تعینات نہ کیا جائے اور نہ ہی ملکی سلامتی کے امور میں اُن سے مشورہ کیا جائے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے تعلقات قائم کرنے کی اجازت ہے لیکن اسلام نے اُن کو راز دان اور دوست بنانے سے منع کیا ہے۔ طالبان سے توقع ہے کہ امریکہ و برطانیہ یا روس و چین سے ریاستی تعلقات تو قائم کریں گے لیکن اُن کو دوست سمجھ کر سر پر سوار نہ کریں گے۔

طاغوتی قوتوں نے طے شدہ منصوبہ کے تحت مشرق وسطیٰ میں شیعہ سنی تصادم کو بھڑکا کر داخلی استحکام کو مجروح کیا چونکہ افغانستان میں بھی شیعہ آباد ہیں، خدشہ ہے کہ امریکہ افغانستان میں طالبان مخالف شیعہ کمانڈروں کی پشت پناہی کریں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایران میں جس قدر اہل سنت کو حقوق حاصل ہیں، اس سے بھی زیادہ شیعہ صاحبان کو افغانستان میں حقوق دیے جائیں تاکہ طاغوتی قوتوں کو مذہبی منافرت پھیلانے کا موقع نہ ملے۔

مسلم دنیا کا اسلام پسند طبقہ افغان طالبان سے پُر امید ہے کہ وہ افغانستان کی امارت اسلامیہ کو برکاتِ شریعت کا نمونہ بنا کر پیش کریں گے۔ یہاں تک کہ ان کی کامیابی سے متاثر ہو کر غیر مسلم بھی عزت جان اور مال کے تحفظ کے لیے اپنی اپنی ریاستوں میں شرعی قانون کے نفاذ کا مطالبہ کریں تاکہ کرۂ ارض وسلامتی کا گہوارہ بن جائے۔

حبیب الرحمٰن بٹالوی

جہاں بھر کے جو بچے ہیں

میرے رازق! میرے خالق
میں شاکر ہوں تیرا ہر دم
کہ اب تک جو بھی گذری ہے بہت ہی اچھی گذری ہے
میری بچی کہ مدّت سے بیماری میں وہ بے کس ہے
اُس کی ماں یہ کہتی ہے، میں تیرے کام کرتی ہوں
کہ ماں ہوں میں تیری بیٹی!
میرے بعد مگر شاید! کوئی پوچھے گا؟ تجھے بچی!!!
ہر ذی روح کی چوٹی، تیرے ہاتھوں میں ہے مالک!
ہر اک چیز پر بے شک، تیرا ہی حکم چلتا ہے
بیٹی کی بیماری پر، دل میں دکھ اُبلتا ہے
میرے آقا! میرے مولا! تیری رحمت تیری برکت
وسیع ہے سب جہانوں پر، زمینوں آسمانوں پر
تو ہی بے قراروں کی، آزردہ، غم کے ماروں کی
دعاؤں کو تو سنتا ہے، بے چینی دُور کرتا ہے
ہوں عاجز سا تیرا بندہ، تخیل سے پراگندہ
ہے تجھ سے التجا مری گذارش اک دعا میری
تو کافی ہے تو شافی ہے تو معافی ہی عطا کر دے!
حبیب پاکؐ کے صدقے، نبیؐ کی ذات کے صدقے
جہاں بھر کے جو بچے ہیں، اُنھیں مولا! شفا دے دے
مائیں جو کہ دُکھی ہیں، اُنھیں تو حوصلہ دے دے
مژدۂ جانفزا دے دے، دلوں کو آسرا دے دے

نور اللہ فارانی آخری قسط

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شاعری میں قرانی تلمیحات

13: لولاک

حضیضِ خاک بہ بخت بلند می نازد — کہ در مدیحۂ ضیفش حدیث لولاک است
نگفت خالق مطلق کہ ما خلقت الارض — مقام فکر وتامل حدیث لولاک است (۱۴۱)

زمین کی پستی اپنی بلند بختی پر ناز کرتی ہے۔ کہ اس کے مہمان عالی شان صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتوصیف میں حدیث لولاک (۲۲) وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ ما خلقت الارض، (بلکہ ما خلقت الافلاک فرمایا) اسی نکتہ کی بنا پر زمین کی قدر ومنزلت جانے کے لیے حدیث لولاک میں فکر وتامل کی ضرورت ہے۔

لولاک کی تلمیح اکثر شعراء نے استعمال کی ہے۔ اقبال کے ہاں متعدد صورتوں میں یہ تلمیح مذکور ہے۔ شہ لولاک، صاحب لولاک، نکتۂ لولاک، رمز لولاک، لولاکی وغیرہ۔ ملاحظہ فرمائیں۔

صورت خاک حرم یہ سرزمیں بھی پاک ہے — آستان مسند آرائے شہ لولاک ہے (۲۳)
عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث — مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے (۲۴)
ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے — تری پرواز لولاکی نہیں ہے (۲۵)
جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی — میرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لولاک (۲۶)
مسلماں را ہمیں عرفان و ادراک — کہ در خود فاش بیند رمزِ لولاک (۲۷)

ظفر علی خان کا ایک شعر ہے۔

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں (۲۸)

شاہ جیؒ ایک اور شعر میں ''لولاک'' کی تلمیح لائے ہیں ملاحظہ ہو۔

لولاک ذرۂ ز جہان محمد است — سبحان من یراہ چہ شان محمد است (۲۹)

لولاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جہان (فضائل محمدی اور مقام ومرتبہ) کا صرف ایک ذرہ ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو ان کی شان سے پوری طرح آگاہ ہے۔ یہ تقریبا وہی مفہوم ہے جو غالب نے اپنے شعر میں ادا کیا ہے۔ ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم — کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

واضح رہے شاہ جیؒ کی یہ نعت غالب کی مشہور زمانہ نعت کی تضمین ہے۔ جس کی اکثر و بیشتر شعراء نے تضمین کی ہے۔

مصادر و مراجع:

ا۔ آپ کا اصل نام محمد دین تھا غریب تخلص کرتے تھے، آپ ضلع امرتسر کے ایک گاؤں فتح آباد میں ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے۔ مڈل تک حصول تعلیم اور پٹوار کا امتحان پاس کرنے کے باوجود بحیثیت پٹواری ملازمت نہیں کی بلکہ ٹیچر ٹریننگ کر کے ۱۹۰۶ء میں سند حاصل کر لی۔ ۱۹۱۱ء میں امرتسر آئے اور معمولی تنخواہ پر سکول ٹیچر مقرر ہوئے۔ رہائش کا اہتمام حکیم معراج دین مدیر ''الفقیہ'' نے کیا۔ اس دوران امرتسر کے مولانا محمد عالم آسی سے مزید علمی استفادہ کیا۔ اور باطنی علوم کی تحصیل کے لیے سلسلہ چشتیہ صابریہ بھیکیہ کے معروف بزرگ شاہ محمد فاروق حنفی رام پوری کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے۔ اور خوب فیض پایا۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے امرتسر سے ''کشاف'' کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔ جس میں جوتش، رمل، نجوم، شاعری، علم و ادب کے ساتھ ساتھ روحانیت پر بھی مضامین شائع ہوتے تھے۔ ان علوم میں آپ بڑے ماہر تھے علم ریاضی میں بھی کمال حاصل تھا، اس وقت کے بڑے بڑے ریاضی دان آپ سے علم الحساب کے مسائل میں رہنمائی حاصل کرتے۔ پنجابی زبان میں آپ کی متعدد تصنیفات ہیں، جن میں ''بھاں بھاں بلیاں''، ''بھنڈا بھنڈاریاں''، ''ٹٹیاں دوستیاں''، ''جنت دا میلہ''، ''سنگھنی لسی'' معروف ہیں۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی طبع آزمائی کی ہے آپ کا نعتیہ مجموعہ ''نظارۂ عالم'' کے نام سے معروف ہے۔ فنِ شاعری میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور علامہ حسین میر کاشمیری رحمہا اللہ آپ کے تلامذہ تھے۔ آپ نے ۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو وفات پائی اور امرتسر ہی میں تدفین ہوئی۔ (قدرے تفصیل کے لیے دیکھئے محمد سلیم چودھری کی ''شعرائے امرتسر کی نعتیہ شاعری'' مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، اشاعت اول ۱۹۹۶ء ص: ۲۸۶ تا ۲۸۸)

۲۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ''سواطع الالہام''، ص: ۶۳

۳۔ شورش کاشمیری، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سوانح و افکار، طباعت ۲۰۱۲ء ص: ۵۸

۴۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ''سواطع الالہام''، ص: ۵۹

۵۔ شاہ جیؒ فرماتے ہیں: ''اگر آج دنیا قرآن کو چھوڑ کر دوسری کتابوں کی طرف نگاہ کر سکتی ہے تو میں کیوں نہ دوسری کتابوں سے روگردانی اور اپنی تمام تر توجہ قرآن پر مرتکز کروں۔ میں تو قرآن کا مبلغ ہوں۔ میری باتوں میں اگر کوئی تاثیر ہے تو وہ صرف قرآن کی وجہ سے ہے جو چیز مجھے قرآن سے الگ کر دے اسے آگ لگا دوں۔'' (حکیم مختار احمد الحسینی، فرمودات امیر شریعتؒ مکتبہ تعمیر حیات چوک رنگ محل لاہور، ص ۲۸) وہ ہمیشہ فرماتے کہ: ''مجھے ایک چیز سے محبت ہے اور وہ ہے قرآن، اور ایک چیز سے نفرت ہے اور وہ ہے انگریز'' (سیدہ ام کفیل بخاری، سیدی وابی، بخاری

اکیڈمی، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان، طباعت جنوری ۲۰۱۳ء، ص: ۲۰)

۶۔ڈاکٹر مصاحب علی صدیقی، ''اردو ادب میں تلمیحات'' اشاعت ۱۹۹۰ء لکھنؤ، ص: ۶۰

۷۔حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا ترجمۂ قرآن قرآنی تراجم میں شاہ جی کا محبوب ترین ترجمہ تھا۔ آپ نے یہ ترجمہ خوب غور وفکر سے پڑھا تھا سفر وحضر میں ساتھ رکھا حتی کہ جیل میں بھی اس کا مطالعہ فرماتے رہے۔ بیانات میں قرآنی آیات کے مختلف تراجم مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام آزادؒ وغیرہ سامعین کو سناتے لیکن شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ سنا کر ان کی جامعیت اور مطابق اصل جیسی خصوصیات بیان کرنا شروع کر دیتے۔ ایک دفعہ خطاب میں کسی آیت کا ترجمہ کیا اور فرمایا یہ شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ ہے پھر شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔اور اُن (حضرت شاہ ولی اللہؒ) کے خلفُ الرشید شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے قرآن کریم کا ترجمہ اردو میں کیا۔ مگر ایسی ویسی اردو میں نہیں۔ فصیح وبلیغ اردو میں۔ جس سے اگر عربی بنائی جائے تو عین قرآن ہوگا۔ ترجمہ میں ایک لفظ بھی زیادہ نہیں۔ یہ ترجمہ انہوں نے چالیس سال میں مکمل کیا ہے۔ یہ ترجمہ تمام موجودہ تراجم کی جان ہے۔ تو شاہ ولی اللہؒ پہلے مترجم ہیں فارسی زبان میں اور اس کا بیٹا چراغ سے چراغ جلا۔ پہلا مترجم ہے قرآن مجید کا اردو زبان میں۔ ۴۰ سال باوضو بیٹھ کر اس نے یہ ترجمہ مکمل کیا ہے۔ ایک پتھر پر تکیہ لگایا کرتے تھے میں بہت دفعہ دہلی گیا ہوں۔ مگر برطانیہ کے ظلم واستبداد سے اس مسجد کا نشان مٹ گیا ہے۔ اگر وہ مسجد اب موجود ہوتی تو میں اس میں جا کر دو رکعت نفل پڑھتا۔ اور اس پتھر کو بوسہ دیتا اور دعا کرتا کہ اے خداوند! حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی روح پُرفتوح پر رحمتوں کی بارشیں برسا۔ **اللھم برد قبرہ بامطار الرحمۃ والغفران**۔ اس کا ترجمہ لفظ بہ لفظ ہے۔ مفرد کا مفرد اور مرکب کا مرکب ترجمہ میرا خیال ہے اگر اللہ تعالی اردو میں قرآن مجید نازل فرماتے تو وہ (بلا مبالغہ) شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ میں ہوتا۔

(تکمیلِ دین، ص: ۲۸۔ ۲۹ خطاب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بمقام جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرا ۱ مئی ۱۹۵۲ء طباعت: جنوری ۱۹۸۴ء مکتبہ معاویہ۔ دارِ معاویہ ۲۳۲ کوٹ تُغلق شاہ ملتان شہر)

۸۔ماہنامہ نقیب ختم نبوت، امیر شریعت نمبر، ج ۲ ص ۱۸۴

۹۔''بہارستان'' مشمولہ ''کلیات ظفر علی خان'' ص: ۴۳

۱۰۔علامہ اقبال، بانگ درا، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ۱۹۹۳ء، ص: ۲۶۱

۱۱۔علامہ اقبال، اسرار ورموز، کتب خانہ نذیریہ اردو بازار دھلی، ۱۹۶۲ء، ص: ۹۳

۱۲۔''نگارستان'' مشمولہ ''کلیات ظفر علی خان'' ص: 126

۱۳۔علامہ اقبال، ’’ضرب کلیم‘‘ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ۱۹۷۵ء ص ۱۷۷

۱۴۔ ’’چمنستان‘‘ ’’مشمولہ‘‘ کلیات ظفر علی خان‘‘ ص: 128

۱۵۔ام کفیل بخاری، بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان، طباعت جنوری ۲۰۱۳ء ’’سیدی وابی‘‘ ص: ۲۶۹

۱۶۔سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ’’سواطع الالہام‘‘ ص: ۴۴۱

۱۷۔علامہ اقبال، ’’ضرب کلیم‘‘ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ۱۹۷۵ء ص ۵۸

۱۸۔ ’’بہارستان‘‘ ’’مشمولہ‘‘ کلیات ظفر علی خان‘‘ ص: ۴۵۴

۱۹۔مولانا محمد یاسین خان قاسمی اس قول کے متعلق لکھتے ہیں: ۔اس کا ذکر نہ صحیح وحسن روایات میں ملتا ہے، نہ ضعیف آثار میں، حتی کہ موضوعات میں بھی نہیں ۔ یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں ملی ۔البتہ علامہ مناوی نے (فیض القدیر جلد ۲ صفحہ ۴۱۰) میں لکھا ہے کہ وفی الخبر اور علامہ آلوسیؒ نے صراحتاً لکھا ہے کہ یہ ارشاد نبوی ﷺ ہے چنانچہ (روح المعانی جلد ۴ صفحہ ۷۹) میں لکھتے ہیں: ’’**وفی الخبر عن سید العارفین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: سبحانک ماعرفناک حق معرفتک** ۔‘‘ مگر نہ اس کی کوئی اصل وسند بیان کی ہے، نہ کسی محدث وکتاب کا کوئی حوالہ دیا ہے اور راقم کو تلاش بسیار کے بعد بھی حدیث کی کسی معتبر کتاب میں یہ روایت نہیں ملی اور جہاں تک علامہ آلوسی وعلامہ مناوی کی نقل کی بات ہے، تو راقم کی نزدیک یہ اس بات پر محمول ہے کہ ان دو بزرگوں نے شاید ’’**ماعبدناک حق عبادتک**‘‘ ہی کے معنی ومفہوم کو ’’**ماعرفناک حق معرفتک**‘‘ کے اسلوب وصیغے میں بیان کر دیا ہے اور اس کا ایک قرینہ یہ ہے کہ ان دونوں نے ’’سبحانک‘‘ کے اضافے کے ساتھ یہ کلام ذکر کیا ہے یعنی ’’**سبحانک ماعرفناک حق معرفتک**‘‘ اور اس اضافے کے ساتھ حضرت سلمانؓ کی روایت صحیحہ میں صیغہٗ ’’عبادت‘‘ والی عبارت ہے، صیغہ ’’معرفت‘‘ والی نہیں ۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ۔تاہم اس کے مفہوم ومعنی پر ایک روایتِ حسنہ سے واضح دلالت ہوتی ہے، مسلم: ۱۱۱۸، الترمذی: ۳۵۶۶، النسائی: ۱۱۳۰، ۱۷۴۷، ابوداؤد: ۸۷۹، ۱۴۲۹، ابن ماجہ: ۱۱۷۹، مسند احمد: ۷۵۱، ۲۴۳۱۲، المستدرک للحاکم: ۱۱۵۰، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۷۵۰، ۲۰۱۶۷ وغیرہ متعدد کتب حدیث میں حضرت عائشہ وحضرت علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دعا میں فرمایا کرتے تھے: ’’**لا احصی ثنا علیک انت کما اثنیت علی نفسک** ۔‘‘ (اے اللہ میں آپ کی مدح وثنا نہیں کرسکتا، آپ کی شان وصف ایسی ہی ہے جیسی کہ آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے ۔) اس سے ظاہر وباہر ہے کہ جس طرح خدا کی مدح وستائش کما حقہ بندے سے نہیں ہوسکتی، اسی طرح بلکہ بہ درجۂ اولی اس کی عبادت ومعرفت بھی کما حقہ نہیں ہوسکتی ۔حاصل یہ کہ زیر بحث حدیث بعینہ دونوں جملوں کے ساتھ کہیں ثابت ومذکور نہیں ہے، تاہم صرف جملہ اولی دیگر روایات میں لفظاً ثابت ہے، مگر دوسرا جملہ

لفظاً کہیں ثابت نہیں، مگر معنی دوسری روایت سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مولانا محمد یاسین خان قاسمی، مروجہ موضوع احادیث کا علمی جائزہ، مکتبہ مسیح الامت دیوبند و بنگلور، اکتوبر ۲۰۱۸ء، ص: ۳۱۲ تا ۳۱۴)

اس قول کے بارے میں تحقیق کے دوران مجھے محمد بن قطب الدین الازنیقیؒ (المتوفی ۸۸۵) کے ایک رسالے کا ۲۵ صفحات کا مخطوطہ ہاتھ لگا جس میں مصنف نے اصطلاح اہلِ تصوف، علم و معرفت کے معنی اور ادراک حقیقتِ ذات باری تعالیٰ پر بڑی جامعیت اور عمدگی سے لکھا ہے۔ اس قول کے متعلق وہ لکھتے ہیں: **انـــه وقـع فــي اوراد الـمشـائـخ الكبار الثقات، وارباب القبول والتفات ''سبـحـانـک ما عرفناک حق معرفتک'' فبـعـض مـن الـنـاس نسـب قـايـله الى الخطاء والخطل وبعض الى الكفر والزلل نعوذ بالله من لـفـظـتهم الشغباء ومن مقالتهم النكراء عفا الله عنهم.** بڑے ثقہ مشائخ اور مرجع الخلائق اصحاب کے اوارد میں یہ قول وارد ہے کہ ''**سبـحـانـک مـاعـرفناک حق معرفتک**'' (پس بعض لوگوں نے اس قول کے قائل پر غلطی کرنے اور لغو اور مہمل کلام کرنے کا حکم لگایا ہے اور بعض نے تو کفر اور گمراہی کا فتوی لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ ان لوگوں کے ناہموار کلام سے اور ان کی سخت کلامی سے۔ اللہ پاک ان سے درگزر فرمائے۔)

اس رسالے کے ایک فصل میں امام ابوحنیفہؒ کے اس قول ''**مـاعبدناک حق عبادتک ولكن عرفناک حق معرفتک**'' (جو زیر تحقیق قول کے بالکل برعکس ہے) کو بھی تحقیق کا محور بنایا ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ان دونوں اقوال میں درحقیقت کوئی تضاد نہیں دونوں اپنی جگہ درست ہے، لفظاً اگرچہ دونوں اقوال متضاد ہیں۔ لیکن مفہوم اور معنی کے اعتبار سے ثقہ مشائخ کا مقولہ ''**مـاعـرفـنـاک حـق مـعـرفـتـک**'' اور امام ابوحنیفہؒ کا مقولہ ''**عـرفـنـاک حق معرفتک**'' میں کوئی تضاد نہیں اس رسالہ میں انہوں نے دونوں اقوال کی معناً اور مفہوماً عمدہ تطبیق کی ہے۔ حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب ''کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون'' میں بھی دو مقامات پر اس رسالے کا تذکرہ کیا ہے، ایک مقام پر ''رسالۃ فی شرح سبحانک ما عرفناک حق معرفتک وتحقیقہ'' (کشف الظنون، ج ۱۷۱۸) کے نام سے اس رسالے کا تذکرہ کیا ہے جبکہ دوسرے مقام پر ''الرسالۃ فی المعرفۃ'' (کشف الظنون، ج ۱۸۹۲) کے نام سے ذکر کیا ہے۔

میں نے اس قول کی تحقیق کے لیے روح المعانی کے تحقیق و تخریج شدہ ایڈیشنوں کی ورق گردانی کی مگر وہاں بھی اس قول کے متعلق ان تحقیق نگاروں کو عاجز پایا۔ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت کے محقق نسخہ کے تحقیق نگار فاضل محقق ماہر حبوش نے (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۵) کے ضمن میں بطور حدیث مذکور اس قول کے حاشیہ میں لکھا ہے ''**لـم نـقف عـلـيـه**'' ہمیں یہ قول (بطور حدیث کے) نہیں ملا۔ (علامہ آلوسی، روح المعانی، تحقیق ماہر حبوش، موسسۃ الرسالۃ،

بیروت، ج ۵ ص ۶۳ طبع ۲۰۱۰ء)

اسی طرح سورہ الحج آیت ۷۴ کے ضمن میں بھی علامہ الوسیؒ نے اس قول کو بطور حدیث کے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: **وھذا ھو المراد فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام سبحانک ماعرفناک** ۔الخ اس کی تحقیق وتخریج فاضل محقق محمد معتز کریم الدین نے کی ہے انہوں نے بھی اس قول کے حاشیہ میں ''لم نقف علیہ'' ہمیں اس قول کا سراغ نہ مل سکا۔لکھا ہے۔ (علامہ الوسی، روح المعانی، تحقیق محمد معتز کریم الدین، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج ۷ اص ۱۴۱ طبع ۲۰۱۰ء)

الاستاذ سید عمران کی تحقیق سے مزین نسخہ جو''المکتبۃ الوحیدیۃ پشاور'' نے شائع کیا ہے اس میں انہوں نے مناویؒ کے فیض القدیر کا حوالہ دیا ہے جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہوا اور لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند معلوم نہیں۔

میر امن نے ''باغ و بہار'' میں اس کو حدیث قرار دیا ہے معروف ادیب و محقق رشید حسن خان اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: پہلے مصرع میں ''میں نے پہچانا نہیں'' سے واضح طور پر مراد ہے اس مشہور قول سے ''ماعرفناک حق معرفتک'' میر امن نے اس قول کو قول پیغمبر یعنی حدیث بتایا ہے۔(مرزا رجب علی بیگ سرور نے بھی دیباچہ فسانہ عجائب میں بہ ذیل حمد اس قول کو حدیث لکھا ہے۔''جس کی شان میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائے، دوسرا اس عہدے سے کب برآئے: ماعرفناک حق معرفتک'') شیخ سعدی نے گلستان کے دیباچے میں لکھا ہے: ''عاکفان کعبہ جلالش بہ تقصیر عبادت معترف کہ ما عبدناک حق عبادتک۔ واصفان حلیہ جمالش بہ تحیر منسوب کہ ماعرفناک حق معرفتک۔'' (گلستان، بہ تصحیح عبدالعظیم گرگانی، طبع ایران) سعدی نے جس طرح ان اقوال کو لکھا ہے، اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول پیغمبر یعنی حدیث نہیں اور یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ میں کوشش کے باوجود یہ معلوم نہیں کرسکا کہ یہ کس کا قول ہے۔ بہ ظاہر یہ کسی صوفی کی کہی ہوئی بات معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی (استاد شعبہ اردو، بنارس یونی ورسٹی) نے میرے خط کے جواب میں لکھا تھا: ''ماعرفناک حق معرفتک کے سلسلے میں آپ کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، لیکن یہ کہ یہ کس کا قول ہے؟ اس کی تحقیق کی میں نے کوشش ضرور کی، لیکن مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ میں کسی قدر اس کی تفصیل عرض کیے دیتا ہوں۔ جلال الدین سیوطیؒ نے الجامع الصغیر میں حروف تہجی کی ترتیب سے مشہور احادیث وآثار کے ابتدائی ٹکڑے نقل کرتے ہوئے ان کے ماخذ کی نشان دہی کی ہے، اس کتاب میں یہ قول مذکور نہیں۔ شمس الدین سخاوی نے ''المقاصد الحسنہ'' میں مشہور اقوال وآثار جمع کیے ہیں پھر ان کے حدیث، اثر یا قول ہونے کی تحقیق کی ہے۔ اس میں ماعرفناک الخ کا ذکر نہیں۔ ملا علی قاری نے ''تذکرۃ الموضوعات'' میں ان تمام اقوال کو بڑی حد تک جمع کر دیا ہے جن کے بارے میں ''حدیث'' ہونے کا دعوی کیا گیا ہے حالانکہ وہ حدیث نہیں ہیں۔ لیکن زیر بحث قول ان کے یہاں بھی موجود نہیں۔ البتہ ایک دوسرا مشہور قول ''**من عرف نفسہ فقد عرفہ**

ربہ ''موجود ہے اور اس کے بارے میں یہ تصریح کی ہے کہ یہ حدیث نہیں بلکہ یحییٰ بن معاذ الرازی کا قول ہے۔قرآنِ پاک کی ایک آیت ہے ''وما قدروا اللہ حق قدرہ ''(سورۂ زمر) یہ خیال آیا کہ ممکن ہے اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں کسی مفسر نے متذکرہ بالا قول نقل کیا ہو، چنانچہ متقدمین میں حافظ ابن کثیر کی تفسیر ابن کثیر اور متاخرین میں علامہ آلوسی کی روح المعانی دیکھ ڈالیں، لیکن ان میں بھی اس کا پتا نہ چلا۔(اگر چہ روح المعانی میں دو مقامات پر بطور حدیث کے یہ قول علامہ آلوسیؒ نے نقل کیا ہے۔جیسا کہ قبل ازیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔فارانی) جرمن مستشرقین کی ایک جماعت نے احادیث کے دس مشہور مجموعوں کا اشاریہ تیار کیا ہے، احتیاطاً اسے بھی دیکھ لیا۔آیندہ اگر کہیں اس کا سراغ مل گیا تو ان شاءاللہ لکھ بھیجوں گا۔'' (باغ و بہار از میر امن، تحقیق رشید حسن خان ص ۳۹۲۔۳۹۳)

علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار میں اس قول کو بطور حدیث کے ذکر کیا ہے جیسا کہ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں ان کے تلمیح نگار ڈاکٹر اکبر حسین قریشی لکھتے ہیں: یہ جملہ حدیث کی حیثیت سے مشہور ہے لیکن احادیث کے کسی مجموعہ میں نہیں ملا۔(مطالعہ تلمیحات و اشارات اقبالؒ از ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ، ص:۱۱۰) فضل الٰہی عارف نے بھی ''تلمیحاتِ اقبال'' میں اس کو کسی بزرگ کا مقولہ قرار دیا ہے۔(ص:۷۶)

۲۰۔علامہ اقبال، ''ارمغانِ حجاز''، شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور، ۱۹۵۹ء، ص ۲۰۶

۲۱۔علامہ اقبال، بانگ درا، کتب خانہ حمیدیہ دہلی، ۱۹۹۰ء ص:۷۷

۲۲۔حدیث ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کو علامہ صغانیؒ نے موضوعات ص:۲۵ میں، حافظ ابن الجوزیؒ نے کتاب الموضوعات ۱۲۸۸ میں، حافظ ابن تیمیہؒ نے مجموع الفتاوی ۲۱۸۱۔۱۸۵ میں، علامہ شوکانیؒ نے الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ۱۰۸ میں حافظ ذہبیؒ نے تلخیص المستدرک ۲۶۱۵ میں، حافظ ابن عراقؒ نے تنزیہ الشریعۃ ۱۳۲۴ میں اور علامہ عبدالحئی لکھنویؒ نے الآثار المرفوعہ ۴۴، میں من گھڑت قرار دیا ہے۔مگر یہ کہ ملا علی قاریؒ اور بعض دیگر علماء نے اس حدیث کے معنی کی صحت کا دعوی کیا ہے، شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ نے اپنی کتاب ''الیواقیت الغالیۃ فی تحقیق وتخریج الاحادیث العالیۃ'' میں متعدد مقامات پر حدیث لولاک کے بارے میں تحقیقی انداز سے لکھا ہے۔یہاں پر اسی کتاب سے ایک جامع بحث ''حدیث لولاک'' کے متعلق پیش ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ لکھتے ہیں:

''حدیث لولاک' بلفظہ کہیں نہیں ملتی، اسی لئے حسن بن محمد صغانی لاہوریؒ نے اس کو موضوع کہا ہے، لیکن ملا علی قاریؒ اور اسماعیل بن محمد عجلونیؒ کہتے ہیں کہ اس کے معنی صحیح ہیں، عجلونیؒ کہتے ہیں: ''اقول: معناہ صحیح وان لم یکن حدیثا''۔میں کہتا ہوں اگر چہ یہ حدیث نہیں لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔اور ملا علی قاریؒ نے اس کے معنی کی صحت کا اس

لئے دعویٰ کیا ہے کہ متعدد روایتوں میں یہ مضمون وارد ہوا ہے، بندہ کی معلومات میں یہ مضمون حضرت ابن عباس وعمر و حضرت سلمان رضی اللہ عنہم کی روایتوں میں وارد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو حاکم نے ''المستدرک'' میں ''**فلو لا محمد ماخلقت آدم ولولا محمد ماخلقت الجنة ولا النار** '' کے الفاظ سے وارد ہے، روایت کی ہے، حاکم کہتے ہیں: ''ھذا حدیث صحیح الاسناد''۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ لیکن حافظ ذہبیؒ نے ان پر نقد کیا ہے اور فرماتے ہیں: ''اظنہ موضوع''۔ میرا گمان ہے کہ یہ من گھڑت ہے۔ اور ''میزان الاعتدال'' میں اس روایت کے راوی عمرو بن اوس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: ''یجھل حالہ والخبر منکر، واظنہ موضوع'' عمرو بن اوس مجھول الحال ہے، اور خبر منکر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ من گھڑت ہے۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے ''لسان المیزان'' میں اس پر (حافظ ذہبیؒ کے قول پر) کوئی نقد نہیں کیا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث طبرانیؒ نے ''معجم صغیر'' میں اور حاکمؒ نے ''مستدرک'' میں اور بیہقیؒ نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کی ہے، اور اس میں ''**لولا محمد ماخلقتک** '' کے الفاظ وارد ہیں۔ حاکمؒ کہتے ہیں: ''صحیح الاسناد''۔ اس کی سند صحیح ہے۔ لیکن ذہبیؒ ان پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بل موضوع''۔ بلکہ یہ من گھڑت ہے۔ اور اس کے راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے متعلق لکھتے ہیں: ''واہٍ'' یعنی بہت ضعیف ہیں، اور عبداللہ بن اسلم فہری کے متعلق فرماتے ہیں: ''لا ادری من ذا؟'' معلوم نہیں یہ کون ہے۔ اور میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں: ''**خبر باطل، و رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ**''۔ یہ خبر باطل ہے اور بیہقی نے اسے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے ''لسان المیزان'' میں ذہبیؒ کا کلام نقل فرمایا ہے، لیکن اس پر بھی کوئی نقد نہیں کیا۔

اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث ابن الجوزیؒ نے ''کتاب الموضوعات'' میں روایت کی ہے اور ان کے الفاظ ''**لولاک یامحمد ما خلقت الدنیا**''۔ ہیں فرماتے ہیں: ''**ھذا حدیث موضوع لاشک فیه، وفی اسنادہ مجھولان وضعفاء، قال الدار قطنی: ابو السکین ضعیف، و ابراھیم بن الیسع ویحیی البصری متروکان**''۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ حدیث من گھڑت ہے اور اس کی سند میں مجہول وضعیف راوی ہیں، دارقطنی فرماتے ہیں کہ (اس حدیث کی سند میں) ابوسکین ضعیف ہے اور ابراہیم بن یسع و یحیی بصری متروک ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ یہ روایت محدثانہ حیثیت سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی، مگر ملا علی قاریؒ کے سامنے چونکہ ان راویات کی اسانید نہیں ہیں، اسی لیے انہوں نے ''حسن ظن بالمخرِجین'' حدیث راویت کرنے والوں کے بارے میں حسن ظن کرتے ہوئے حدیث مشہور کی صحت کا دعوی کر دیا، اور جن حضرات نے بھی صحت کا دعوی کیا ہے ان کو بھی یہی صورت پیش آئی، یا پھر ملا علی قاری پر اعتماد کیا۔

(جونپوری، مولانا محمد یونس، ''الیواقیت الغالیۃ فی تحقیق وتخریج الاحادیث العالیۃ''، انگلینڈ، مجلس دعوۃ الحق، ج۲ص:۲۰۴۔۲۰۵)

۲۳۔علامہ اقبال''بانگِ درا''ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ،۱۹۹۳،ص۱۴۶

۲۴۔علامہ اقبال، بال جبریل، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ،ص:۴۳

۲۵۔علامہ اقبال، بالِ جبریل، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ،ص:۲۷

۲۶۔علامہ اقبال، بالِ جبریل، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ،ص:۶۷

۲۷۔علامہ اقبال، ''ارمغانِ حجاز''، شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور،۱۹۵۹ء،ص۲۰۶

۲۸۔مولانا ظفر علی خان، بہارستان، اردو اکیڈمی پنجاب لوہاری دروازہ لاہور،۱۹۳۷ء،ص۳۲

D:\NAQEEB\Naqeeb-2021\75cef32e-e08b-490d-abd6-f30231652967.jpg
not found.

محمد یوسف شاؔد

حاصلِ مطالعہ

★وقت بھی پانی کی طرح ہے سب کچھ بہا کر لے جانے کی تگ ودود کرتا ہے۔

★بیج جب مٹی میں دفن ہوتے ہیں تو اپنا مکمل اثر مٹی میں منتقل کر دیتے ہیں۔

★اندھیرے اپنی ہی تاریکی سے خوف زدہ ہوکر روشنیوں سے اپنے وجود کے خاتمے کی دُعا کرتے ہیں، یہی حال تاریک وحشت کے زندانوں میں قید تڑپتی وبلکتی روحوں کا بھی ہے۔

★ماضی کے سفر میں انسان آرزوؤں کے قدموں کے نشان ڈھونڈتا چلا جاتا ہے مگر وقت کی ندی خاموشی کی ریت کی تہہ بچھا کر دل ودماغ سے اس کا ہر نشان مٹا دینے کی کوشش کرتی ہے۔ پس چند مدھم خیالات کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

☆کوئی بھی فن یوں ہی وجود میں نہیں آجاتا۔ خیال کے پُرخار صحرا میں برہنہ پا تپتی ریت پہ قدم رکھ کر جھلسنا پڑتا ہے۔ دیوانگی کی دیوار پر ٹھوکریں لگا لگا کر دنیا سے بے گانہ ہونا پڑتا ہے۔ فن، ضبط کی تاریک کوٹھری میں قید ہوکر بے زبان جذبات کو زبان دے کر تخلیق پاتا ہے۔ انتہائی جُہد کے بعد جب خیالات معراج پا کے امر ہونے کی سعی کرتے ہیں تو فن سامنے آتا ہے۔

★انسان دنیا میں جسمانی ضرورتوں کی کشمکش میں جیتا ہے۔ روح' جو انسان کا اصل ہے وہ جسم جیسے پردے میں ہمیشہ چھپی رہتی ہے۔ لیکن روح چوں کہ اصل ہے تو تقریباً ہر انسان کے اندر اس کی ضرورت وقتاً فوقتاً جاگتی رہتی ہے۔ روح کی ضروریات، جسمانی ضروریات کے پورا ہونے کے باوجود انسان کو بے چین رکھتی ہیں۔

★روحانی تربیت، کسی ٹھوکر کے ذریعے ہوتی ہے۔ کیونکہ روح کی لہروں میں ارتعاش کسی ٹھوکر کے لگنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کچھ لوگ چند لمحوں میں دفن ہو جاتے ہیں اور کچھ تاریخ میں امر ہو جاتے ہیں۔

★کائنات کا حقیقی مصوّر' زمین پہ موجود تخلیق کاروں سے وہی رنگ بھرواتا ہے' جیسے وہ چاہتا ہے اور یہ رنگ کس کے لیے بھروائے جاتے ہیں' اس کا فیصلہ بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

★کبھی کبھی انسان سراب کا بوجھ اُٹھا اُٹھا کر بھی تھک جاتا ہے۔ اس پردے کی گھٹن سے چھٹکارا پانے کی سعی کرتا ہے لیکن صرف چند لمحوں کے لیے ورنہ اس کے لیے جینا مشکل ہو جائے۔

☆: کچھ لوگ اپنے نام کے برعکس بھی ہوتے ہیں۔ جیسے نعیم نام کا کوئی شخص' غلط کاموں میں ملوث ہوکر اپنے گھر والوں کے لیے نعمت کے بجائے زحمت بن جاتا ہے۔

مولانا منظور احمد آفاقی

فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ......

پاکستان نیا نیا بنا تھا۔ اس نئے ملک میں مرزائیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ علمی محفلوں میں بحث مباحثے بھی ہونے لگے اور مناظرہ بازی کے میدان بھی سجنے لگے۔ انھیں دنوں میں ملتان میں ایک مناظرے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مقرر شدہ تاریخ پر مسلمانوں اور مرزائیوں نے اپنے اپنے اسٹیج سجائے، مناظرین اپنی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہوئے۔ دونوں طرف مختلف موضوعات کی کتابوں کے ڈھیر لگ گئے۔ سامعین کی بھی اچھی خاصی تعداد جمع ہوگئی۔ مرزائی مناظر نے بحث کی ابتدا کی اور اپنی ''علمیت'' کا رعب جھاڑتے ہوئے کہنے لگا: ''آج کا مناظرہ عربی زبان میں ہوگا، ہم اردو کو نہیں جانتے کہ کیا ہوتی ہے''۔ مسلمانوں نے باہم مشورہ کیا اور علامہ طالوت رحمہ اللہ تعالیٰ کو دعوت دی۔ علامہ اپنی ساری مصروفیات چھوڑ کر مناظرہ گاہ میں تشریف لے آئے۔ انھوں نے مرزائی مناظر کا چیلنج قبول کرتے ہوئے

فرمایا: ''جی ہاں! یہ مناظرہ عربی زبان میں ہوگا اور نظم میں ہوگا۔ ہم نثر کو نہیں جانتے کہ کیا ہوتی ہے''۔ یہ کہہ کہ آپ نے فی البدیہہ عربی میں چند اشعار بھی کہہ سنائے۔ اس جوابی وار سے مرزائی کے ہوش اڑ گئے اور وہ ایسا مبہوت ہوا کہ دم دبا کر میدان سے بھاگ گیا۔ رہے نام اللہ کا۔

پاکستان بننے سے قبل مرزائی کہا کرتے تھے: ''ہندوستان میں ہم مکی دور سے گزر رہے ہیں، جب پاکستان بن جائے گا ہم وہاں مدنی دور کا آغاز کریں گے''۔ یہ دو فقرے معمولی نہ تھے۔ ان میں ایک بہت بڑی بھیانک سازش چھپی ہوئی تھی۔ انگریز کی چھتری تلے پرورش پانے والے لوگ پاکستان بننے سے پہلے ہی کلیدی اسامیوں پر قابض ہو چکے تھے۔ ان کا اگلا منصوبہ یہ تھا کہ پاکستان کے قیام کا اعلان ہوتے ہی فوج ملک کا نظم و نسق سنبھال لے گی اور مرزا قادیانی کے بیٹے بشیر الدین محمود کو (امیر المؤمنین کی حیثیت سے) قادیان سے لاکر راج سنگھاسن پر بٹھا دے گی۔ مرزائیوں کی بدقسمتی اور مسلمانوں کی خوش قسمتی کہ اس سازش کا بھانڈا قبل از وقت پھوٹ گیا، اور ''مدنی دور'' کا خواب دیکھنے والے ہاتھ ملتے رہ گئے۔ رہے نام اللہ کا۔

آج کل مرزائی پوچھ رہے ہیں ''کیا پارلیمنٹ کے ارکان اس بات کے مجاز ہیں کہ وہ کسی شخص کے مسلمان یا کافر ہونے کا فیصلہ کر سکیں؟'' انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے گرو کو ایک حکومت نے اٹھایا تھا۔ اور یہی حکومت انھیں ہر خطرے سے بچاتی رہی انھیں آلۂ کار بنا کر اپنا الو سیدھا کرتی رہی۔ اس پیچیدہ مسئلے کو کوئی حکومت ہی حل کر سکتی تھی۔

علماء کے فتووں سے تو یہ مسئلہ حل ہونے سے رہا۔ جناب ذوالفقار علی خان بھٹو مرحوم نے یہ جرأت مندانہ قدم اٹھایا کہ اسے حل کر دیا۔ یعنی ایک حکومت کے مسئلے کو دوسری حکومت نے حل کیا ہے۔ اب یہ بحث ہی فضول ہے کہ ارکان پارلیمنٹ اس کے مجاز ہیں یا نہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کو مرزائیوں اور ان کے ہم نواؤں نے فسادات پنجاب کا نام دیا تھا پھر اس کی تحقیق کے لیے ایک عدالتی کمیشن قائم ہوا تھا۔ پاکستان کے چیف جسٹس منیر نے فریقین کے بیان سنے۔ اسے حیرت اس بات پر ہوئی کہ ''مسلمان'' کی تعریف پر دو عالم بھی آپس میں متفق نہیں ہیں۔ اس تجاہل عارفانہ کے قربان جائیے۔ دنیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک (۱) کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کو پتا ہی نہیں تھا کہ مسلمان کون ہوتا ہے! 7 ستمبر 1974ء کو وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اس مسئلہ کو حل کر دیا لیکن افسوس مرزائیوں نے اس فیصلے کو قبول نہ کیا۔ اس کے بعد شہید پاکستان جناب جنرل ضیاء الحق مرحوم ومغفور نے ربوہ کی متوازی حکومت کے خلاف قدم اٹھایا تو اس کے کرتا دھرتا لندن کی طرف بھاگے۔ اگر یہ مخلوق بزعم خویش مسلمان تھی تو اسے مرکز اسلام، حجاز مقدس کا رخ کرنا چاہیے تھا۔ ان کا فرنگی ملکوں کی طرف جانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ سب دشمنان اسلام کے لگائے ہوئے پودے اور انھیں کے آلۂ کار ہیں۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

حواشی

(۱) 1971ء کی جنگ سے پہلے پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا اسلامی ملک تھا۔

not found.

منصور اصغر راجہ

جماعتِ احمدیہ اور شدت پسندی

جماعتِ احمدیہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے عقائد ونظریات میں بے حد متشدد واقع ہوئی ہے۔ خاص طور پر ہر وہ شخص جماعتِ احمدیہ کے نزدیک لائقِ عتاب ہے جو اُس کے بانی کی خانہ ساز نبوت پر ایمان نہ لائے۔ قادیانیوں کے نزدیک ایسے شخص کی نماز جنازہ میں شرکت اور اس کے لیے دعائے مغفرت ہرگز جائز نہیں ہے۔ شدت پسندی کے الزام میں مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر تو مفت میں بدنام ہیں، وگرنہ جیسی شدت پسندی اور انتہا پسندی جماعتِ احمدیہ کے ہاں پائی جاتی ہے، اس کی دوسری کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس جماعت کی شدت پسندی اور انتہا پسندی کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ بانی جماعتِ احمدیہ مرزا قادیانی اُس شخص کا جنازہ پڑھنا پسند نہیں کرتے تھے جو اُن کی خانہ ساز نبوت پر ایمان نہ لایا ہو اور اس سلسلے کی پہلی مثال انہوں نے اپنے گھر سے قائم کی تھی۔

مرزا قادیانی کے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی دختر مرزا جمعیت بیگ سے دو بیٹے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد تھے۔ سیرت المہدی جدید میں نقل کی گئی روایت نمبر سینتیس (37) کے مطابق بانی جماعتِ احمدیہ کی بسیار کوشش کے باوجود جب مرزا احمد بیگ کی بیٹی محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور سب قریبی رشتے داروں نے اس سلسلے میں مرزا احمد بیگ کا ساتھ دیا، تو اس پر سیخ پا بانی جماعتِ احمدیہ نے اپنے دونوں بیٹوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے، اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمھارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ اس پر مرزا سلطان احمد نے تو باپ کو صاف جواب دے دیا۔ دوسرے بیٹے مرزا فضل احمد پولیس میں سب انسپکٹر تھے اور ان کی پوسٹنگ ملتان میں تھی۔ وہ اپنے والد کے اتنے فرمانبردار تھے کہ انہوں نے جوابی خط میں انہیں لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے، ان (محمدی بیگم کے والد کا ساتھ دینے والے رشتے داروں) کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (اس پر) حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس ارسال کردیا۔ (سیرت المہدی جدید، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 26)

کتاب ''انوار العلوم'' مرزا بشیر الدین محمود کی تقاریر و کتب کا مجموعہ ہے۔ وہ اپنے سوتیلے بھائی مرزا فضل احمد کے متعلق بیان کرتے ہیں:

''آپ (بانی جماعتِ احمدیہ) کا ایک بیٹا (مرزا فضل احمد) فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا۔ جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے کہ آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی بلکہ میری فرمانبرداری میں ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدتِ مرض میں مجھے غش آ گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا، حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے، اسی طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا''۔ (انوار خلافت، انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 149)۔ یہاں مرزا محمود کا یہ جملہ ''جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا'' محل نظر ہے۔

مرزا فضل احمد اور ان کی نماز جنازہ کے متعلق بیان کردہ قادیانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا فضل احمد اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کی بطور باپ تو بے حد عزت کرتے تھے لیکن بطور نبی ان پر ایمان نہیں لائے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو بانی جماعتِ احمدیہ ان کی نماز جنازہ میں ضرور شرکت کرتے۔ اب ذرا مرزا فضل احمد کی نماز جنازہ کا احوال بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جماعتِ احمدیہ کے سرکاری ترجمان ''الفضل'' بابت 22 اپریل تا 2 مئی 1941ء میں چھپنے والے ایک مضمون میں مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد بیان کرتے ہیں:

''مرزا فضل احمد صاحب کے جنازے کے ساتھ سید ولایت شاہ صاحب موصوف بھی قادیان میں تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ ساتھ گئے تھے یا پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مرزا فضل احمد صاحب کے دفن کرنے اور جنازہ پڑھنے سے قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ باہر ٹہل رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس کی وفات سے حد درجہ تکلیف ہوئی ہے۔ اسی امر سے جرات پکڑ کر میں خود حضور کے پاس گیا اور عرض کیا کہ حضور وہ آپ کا لڑکا تھا۔ بے شک اس نے حضور کو خوش نہیں کیا، لیکن آخر آپ کا لڑکا تھا، آپ معاف فرمائیں اور اس کا جنازہ پڑھیں۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا نہیں شاہ صاحب وہ میرا فرمانبردار تھا۔ اس نے مجھے کبھی ناراض نہیں کیا لیکن اس نے اپنے اللہ کو راضی نہیں کیا تھا۔ اس لیے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھتا، آپ جائیں اور پڑھیں۔ شاہ صاحب کہتے تھے کہ

اس پر میں واپس آ گیا اور جنازہ میں شریک ہوا۔‘‘

مذکورہ بالا اقتباس میں موجود مرزا قادیانی کے الفاظ ’’اس نے مجھے کبھی ناراض نہیں کیا لیکن اس نے اپنے اللہ کو راضی نہیں کیا‘‘ سے یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ نجانے مرزا فضل احمد سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہوا جس کے سبب ان کا ربّ ان سے خفا ہو گیا، اور اسی لیے ان کے والد تک نے بھی ان کی نماز جنازہ میں شرکت گوارا نہ کی۔ لیکن جماعتِ احمدیہ کے ترجمان اخبار ’’الفضل‘‘ کا بھلا ہو، جس نے اس راز سے بھی پردہ اٹھا دیا کہ ’’حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد صاحب) مرحوم کا جنازہ محض اس لیے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا‘‘ (الفضل، قادیان، 15 دسمبر 1921ء)۔ واضح رہے کہ مرزا فضل احمد کا انتقال 1904 میں ہوا۔

اس سلسلے میں دوسری بڑی مثال سر میاں فضل حسین کی ہے جو متحدہ پنجاب کے معروف سیاسی رہنما اور یونینسٹ پارٹی پنجاب کے بانیوں میں سے تھے۔ سر فضل حسین 1877ء میں پشاور میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والد میاں حسین بخش ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے طور پر فرائض انجام دے رہے تھے۔ انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے گریجویشن کے بعد کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ سے قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ پنجاب میں تعلیم، صحت اور بلدیات کے وزیر رہے۔ وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کے رکن رہے۔ اگر زندگی وفا کرتی تو 1937ء کے صوبائی انتخابات کے بعد وہ متحدہ پنجاب کے پہلے وزیراعظم بنتے۔ لیکن کاتبِ تقدیر نے یہ عہدہ سر سکندر حیات کے نصیب میں لکھ رکھا تھا۔ سر فضل حسین کا الیکشن سے کچھ ہی پہلے جولائی 1936 میں انتقال ہو گیا۔

جماعتِ احمدیہ کی سرکاری تاریخ ’’تاریخ احمدیت‘‘ کے مطابق بانی جماعتِ احمدیہ سے سر فضل حسین کی پہلی ملاقات 1908ء میں مرزا قادیانی کے آخری سفر لاہور کے دوران ہوئی۔ جماعتِ احمدیہ کے سرکاری مورخ مولوی دوست محمد شاہد قادیانی لکھتے ہیں:

’’مسلمانوں کے مشہور روشن خیال سیاسی لیڈر فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء (متوفی ۱۹۳۶) ایک دوسرے بیرسٹر کے ہمراہ ملاقات کے لیے ۱۵ مئی کو حاضر ہوئے۔ مسٹر فضل حسین صاحب نے متعدد سوالات کیے جن کا حضورؑ نے مفصل جواب دیا‘‘۔ (تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 529، سنِ اشاعت 2007ء)

سر فضل حسین جماعتِ احمدیہ کے لیے کافی نرم گوشہ رکھتے تھے۔ 1935ء میں وہ جب وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت سے فارغ ہوئے تو ان کی جگہ پر سر ظفر اللہ قادیانی کا تقرر ہوا۔ ظفر اللہ قادیانی کو وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت سر فضل حسین کے طفیل ہی حاصل ہوئی تھی۔ جس کی پوری تفصیل مولانا عبدالمجید سالک نے اپنی آپ بیتی ’’سرگزشت‘‘ میں بیان کی ہے کہ سر فضل حسین نے ظفر اللہ قادیانی کو وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کا رکن بنوانے کے

لیے کیا کردار ادا کیا تھا۔ 1936ء میں سر فضل حسین کے انتقال پر جماعتِ احمدیہ میں بھی اعلیٰ سطح پر سوگ منایا گیا، اور ان کی ذاتی شخصی خوبیوں اور کامیابیوں کو بھی جماعتِ احمدیہ کا فیضان قرار دینے کی سعی کی گئی۔ مرزا بشیر الدین محمود نے 10 جولائی 1936ء کو خطبہ جمعہ کے موقع پر سر فضل حسین کی وفات کو الٰہی نشان قرار دیتے ہوئے کہا:

''موت تو سر میاں فضل حسین کی جولائی میں مقدر تھی اور پہلے عہدہ سے علیحدگی کے بعد ان کے لیے بظاہر کوئی چانس اور موقع ایسا نہ تھا جس میں وہ پھر کوئی عزت حاصل کر سکتے۔ مگر ان کے دشمنوں نے چونکہ انہیں ''مرزائیت نواز'' کہہ کہہ کر ذلیل کرنا چاہا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کی غیرت میں انہیں عزت دی اور عزت دینے کے بعد انہیں وفات دی۔ اس کے لیے خدا تعالیٰ نے کتنے ہی غیر معمولی سامان پیدا کیے۔ چنانچہ پنجاب کے وزیر تعلیم سر فیروز خان نون کے انگلستان جانے کا بظاہر کوئی موقع نہ تھا۔ اور جن کو اندرونی حالات کا علم ہے، وہ جانتے ہیں کہ آخری وقت تک سر فیروز خان صاحب نون کے ولایت جانے کے متعلق کوئی یقینی اطلاع نہ تھی۔ بعض اور لوگوں کے لیے گورنمنٹ آف انڈیا اور ولایتی گورنمنٹ بھی کوشش کر رہی تھی۔ اور اگر سر فیروز خان پنجاب میں ہی رہتے تو اب سر فضل حسین صاحب بغیر کسی عہدہ کے حاصل کرنے کے دنیا سے رخصت ہو جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا تھا کہ جو شخص احمدیت کی خاطر اپنے اوپر کوئی اعتراض لیتا ہے، ہم اسے بھی بغیر عزت دیئے فوت نہیں ہونے دیتے۔ پس غیر معمولی حالات میں سر فیروز خان صاحب نون ولایت گئے اور سر میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم مقرر ہو گئے اور چند دنوں کے بعد ہی وفات پا گئے۔ میرے نزدیک یہ بھی خدائی حکمت اور خدائی مکر تھا جو دشمنوں کو یہ بتانے کے لیے اختیار کیا گیا کہ تم تو اس کے دشمن ہو اور چاہتے ہو کہ اسے ذلیل کرو۔ لیکن ہم اس کو بھی ذلیل نہیں ہونے دیں گے جو گو احمدی نہیں لیکن احمدیت کی وجہ سے وہ لوگوں کے مطاعن کا ہدف بنا ہوا ہے'' (تاریخ احمدیت، جلد ہفتم، صفحہ نمبر 315، سنِ اشاعت 2007ء)۔

اس خطبے میں قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود نے بڑی عیاری سے سر میاں فضل حسین کی سیاسی کامیابیوں کا ذکر کر کے قادیانیت کی حقانیت ثابت کرنے کی سعی کی ہے لیکن سر فضل حسین کے لیے دعائے مغفرت کی زحمت نہیں کی کیونکہ انہوں نے اپنے خطبہ میں خود ہی بتا دیا کہ سر فضل حسین مرزائیوں کے لیے نرم گوشہ ضرور رکھتے تھے لیکن بذات خود قادیانی نہیں تھے، اور غیر قادیانی کی نماز جنازہ میں شرکت تو درکنار، جماعتِ احمدیہ ایسے شخص کے لیے دعائے مغفرت کو بھی جائز نہیں سمجھتی۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ پر تمام تر احسانات کے باوجود قادیانیوں نے سر میاں فضل حسین کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی۔

سر فضل حسین کو بٹالہ (مشرقی پنجاب) میں ان کے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔ پروفیسر الیاس برنیؒ اپنی

کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کے پہلے حصے کی دسویں فصل بعنوان ''قادیانی صاحبان اور مسلمانانِ دین وملت ''میں سر فضل حسین کی نماز جنازہ کے سلسلے میں پھلواری شریف کے مقامی اخبار ''نقیب'' کا حوالہ لائے ہیں جو اس سلسلے میں لکھتا ہے:

''عام مسلمانوں اور اسلامی اخبارات کی رائے ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ ان کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس دعویٰ کا تازہ ثبوت خود قادیانیوں نے بھی بہم پہنچا دیا۔ سر فضل حسین کا انتقال ہوا جو قادیانیوں کے محسنِ اعظم تھے۔ جن کی بدولت سر ظفر اللہ خاں قادیانی وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہوئے اور قادیانیوں کو ان کی ذات سے فوائدِ عظیمہ حاصل ہوئے۔ لیکن ان قادیانیوں کی محسن کشی اور شقاوت کا یہ حال ہے کہ مرحوم سر فضل حسین کی نماز جنازہ میں انہوں نے شرکت نہیں کی اور جنازہ کے ساتھ جو غیر مسلم ہندو، سکھ، عیسائی شریک تھے، نماز جنازہ کے وقت قادیانی بھی ان کے ساتھ مسلمانوں سے علیحدہ جا کھڑے ہوئے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ قادیانیوں کی جگہ مسلمانوں میں نہیں ہے بلکہ غیر مسلموں میں ہے'' (نقیب، پھلواری شریف، 25 جولائی 1936ء)۔

اس سلسلے میں تیسری بڑی مثال بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ کی ہے، جن کے جنازے کا یہ قصہ زبان زد خاص وعام ہے کہ بابائے قوم کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی موقع پر موجود ہونے کے باوجود اُن کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ عبدالستار عاصم نے اپنی کتاب ''انسائیکلوپیڈیا جہانِ قائد'' میں لکھا ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے، جنہوں نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور غیر مسلم سفیروں کے ساتھ جنازہ کے وقت گراؤنڈ کے ایک طرف بیٹھے رہے۔ جب ان سے مولانا اسحاق مانسہروی نے دریافت کیا: ''جنازہ کے موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی آپ نے جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟'' تو انہوں نے جواب دیا:

''مولانا! آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر ملازم یا ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم خیال کر لیں''۔ (صفحہ:1360)

اسی سلسلے میں معروف قانون دان اور کالم نویس جناب آصف بھلی لکھتے ہیں:

''میں نے نوائے وقت کے دفتر میں آویزاں تصاویر میں ایک تصویر دیکھی ہے جس میں قائداعظمؒ کی نماز جنازہ ہو رہی ہے اور ان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی جوتوں سمیت زمین پر تشریف فرما نظر آتے ہیں (نوائے وقت، 13 دسمبر 2012ء)۔

اس سلسلے میں چوتھی مثال برصغیر کے معروف اخبار نویس مولانا عبدالمجید سالک کی ہے۔ سالک مرحوم کے خاندان کے کئی افراد قادیانی تھے۔ اپنے والد کے بارے میں وہ اپنی خودنوشت میں لکھتے ہیں:

''والد منشی غلام قادر کا انتقال 5 جولائی 1936ء کو ہوا۔ چونکہ والد صاحب احمدی عقائد رکھتے تھے، اس لیے احمدیوں کی فرمائش پر پٹھان کوٹ سے ایک میل دور موضع دولت پور میں دفن کیے گئے جہاں احمدیوں کا اپنا قبرستان تھا''(سرگزشت:317)

جماعتِ احمدیہ اور اس کے تیسرے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود سے سالک مرحوم کے بڑے خوشگوار تعلقات تھے۔ انہوں نے اپنی ''سرگزشت'' میں بیان کیا ہے کہ 1931ء میں جب وادی کشمیر میں مسلمانوں کے خلاف تشدد کا سلسلہ شروع ہوا تو ان کے اخبار روزنامہ انقلاب نے بھی ڈوگرہ راج کے نظام کے خلاف مضامین چھاپنے شروع کیے، جس پر انگریز سرکار نے ''انقلاب'' سے پانچ ہزار روپے کی ضمانت طلب کر لی۔ اس پر جہاں کئی زعمائے ملت نے ''انقلاب'' سے یکجہتی کا اظہار کیا، وہیں پشاور سے صاحبزادہ عبدالقیوم، بھوپال سے شعیب قریشی اور قادیان سے مرزا بشیر الدین محمود نے سالک مرحوم کو تار بھیجا کہ سرکار کی طرف سے طلب کردہ پانچ ہزار روپے کی پوری ضمانت وہ یکمشت داخل کر دینے کو تیار ہیں لیکن ''انقلاب'' بند نہیں ہونا چاہئے۔ مرزا محمود سے ان خوشگوار تعلقات کا ہی نتیجہ تھا کہ سالک مرحوم مجلس احرار ہند اور روزنامہ زمیندار کی بھی اپنے قلم کے ذریعے گاہے گاہے خبر لیتے رہتے تھے، اور ''انقلاب'' میں چھپنے والی ایسی تحریروں کو ''الفضل'' اپنے صفحات پر خاص جگہ دیا کرتا تھا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب حکیم الامت حضرت اقبالؒ کی تحریک پر مرزا بشیر الدین محمود کی کشمیر کمیٹی سے چھٹی کرائی گئی تو اس موقع پر علامہ صاحب کے بجائے سالک مرحوم مرزا محمود کے ساتھ کھڑے ہوئے، جس کا ذکر انہوں نے اپنی آپ بیتی میں یوں کیا ہے:

''میں بیان کر چکا ہوں کہ جب احرار نے احمدیوں کے خلاف بلاضرورت ہنگامہ آرائی شروع کی اور کشمیر کی تحریک میں متخالف عناصر کی ہم مقصدی و ہمکاری کی وجہ سے جو قوت پیدا ہوئی تھی، اس میں رخنے پڑ گئے، تو مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور ڈاکٹر اقبال اس کے صدر مقرر ہوئے۔ کمیٹی کے بعض ممبروں اور کارکنوں نے احمدیوں کی مخالفت محض اس لیے شروع کی کہ وہ احمدی ہیں۔ یہ صورتحال مقاصدِ کشمیر کے اعتبار سے سخت نقصان دہ تھی۔ چنانچہ ہم نے کشمیر کمیٹی کے ساتھ ساتھ ایک کشمیر ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی جس میں سالک، مہر (مولانا غلام رسول مہر)، سید حبیب (مدیر سیاست)، منشی محمد دین فوق (مشہور کشمیری مورخ)، مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کے احمدی و غیر احمدی رفقا سب شامل تھے۔ ایسوسی ایشن کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مبادا کشمیر کمیٹی

آگے چل کر احرار کی ایک شاخ بن جائے اور وہ متانت و سنجیدگی رفو چکر ہو جائے جس سے ہم اب تک کشمیر میں کام لیتے رہے ہیں‘‘ (سرگزشت: 277)۔اس ایسوسی ایشن کے قیام کا تذکرہ ’’تاریخ احمدیت‘‘ کی پانچویں جلد میں بھی کیا گیا ہے۔

سالک مرحوم پر یہ بھی الزام ہے کہ وہ اپنے قلم کے ذریعے بانی جماعتِ احمدیہ مرزا قادیانی کی شخصیت سازی کے لیے بھی کوشاں رہتے تھے۔شورش کاشمیریؒ کے بقول سالک صاحب کا یہ رویہ اکثر معمہ رہا کہ وہ مختلف اکابر کے تذکرے میں مرزا قادیانی کو ضرور لاتے رہے، جس سے مرزا قادیانی کی صفائی یا بڑائی مقصود ہو، حالانکہ ان کے سوانح وافکار میں مرزا قادیانی کا ذکر انمل بے جوڑ ہے (احتساب قادیانیت، جلد: 27، صفحہ: 55)۔اس سلسلے میں ان کی کتابوں ’’ذکرِ اقبال‘‘ اور ’’یارانِ کہن‘‘ کے اولین ایڈیشن میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کے خاکے کی مثال دی جاتی ہے۔ لیکن فریقین میں اس قدر گہرے اور خوشگوار تعلقات کے باوجود جماعتِ احمدیہ نے غیر قادیانی سالکؔ کے بارے میں اپنا عقیدہ نہیں بدلا۔عبدالمجید سالک کا انتقال 27 ستمبر 1959ء کو لاہور میں ہوا اور انہیں مسلم ٹاؤن کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔شورش کاشمیریؒ ان کے جنازے کا آنکھوں دیکھا حال یوں بیان کرتے ہیں:

’’سالک صاحب کے چھوٹے بھائی آج تک قادیانی ہیں۔مولانا کے انتقال پر ان کے سگے چھوٹے بھائی نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔اور یہ تماشا مسلم ٹاؤن کے قبرستان میں راقم الحروف نے اپنی آنکھوں دیکھا ہے‘‘ (ہفت روزہ چٹان، 3 جولائی 1967ء، احتسابِ قادیانیت، جلد: 27، صفحہ: 55)

اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی نماز جنازہ کے سلسلے میں جماعتِ احمدیہ کا یہ شدت پسندانہ رویہ صرف قیادت کی سطح تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ایک عام قادیانی بھی اس عقیدے کی پاسداری کرتا ہے۔انجمن احمدیہ منٹگمری (ساہیوال) کے سیکرٹری نیاز احمد ’’الفضل‘‘ بابت 20 اپریل 1915ء میں لکھتے ہیں:

’’میں نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ مسلمان بن جاؤ خلیفہ ثانی (مرزا محمود) کے ہاتھ پر۔ورنہ میں تو جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا۔تب اسے فکر پیدا ہوئی، وہ سمجھانے پر سمجھ گئی اور اب وہ حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے کا نبی اور رسول مانتی ہے اور بیعت کی درخواست کرتی ہے‘‘۔

اسی طرح ’’الفضل‘‘ بابت 6 اکتوبر 1917ء میں ایک قادیانی کا مراسلہ شائع ہوا جس میں رئیسِ بٹالہ فضل حق قادیانی کے مسلمان والد کے جنازے کا احوال بیان کیا گیا۔ذرا مراسلہ ملاحظہ فرمایئے:

’’مجھے قادیان کی طرف آتے ہوئے چند دن بٹالہ میں بھائی فضل حق خاں صاحب رئیس بٹالہ کے ہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔اتفاقاً ان ہی دنوں ان کے والد جو غیر احمدی تھے، اسہال کبدی سے بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ بھائی فضل حق

خاں صاحب نے احمدی احباب کو ایسے موقع پر نہ بلایا۔ تاہم ہم چار پانچ آدمی جنازہ کے موقع پر موجود تھے، اور تنہا ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ غیر احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد جنازے کے لیے جمع ہوگئی تھی۔ اس مجمع میں سے بھائی فضل حق خاں صاحب کے چچا جو اُن کے خسر بھی تھے، ان کے پاس آئے اور جنازہ پڑھنے کے لیے کہا۔ مگر انھوں نے صاف انکار کیا۔ پھر چند اور اشخاص آئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ جنازہ نہ پڑھیں، علیحدہ ہی پڑھ لیں۔ اس پر انھوں (فضل حق خاں) نے جواب دیا کہ میں امام الوقت کے احکام کو بجالاؤں گا اور جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ میں نے ان کی زندگی میں ہی کہہ دیا تھا کہ اگر آپ احمدی نہ ہوں گے تو آپ کا جنازہ ہم میں سے تو کوئی بھی نہیں پڑھے گا۔ پھر فاتحہ خوانی کی رسم کو آپ نے بالکل ادا نہیں کیا، بلکہ جو آیا اسے متانت سے سمجھاتے ہوئے منع کر دیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس قابلِ رشک نمونہ پر ہر ایک احمدی دوست عمل کر کے ثواب دارین حاصل کرے گا‘‘۔

اسی طرح ’’الفضل‘‘ بابت 20 اپریل 1915ء قادیانی قوم کے ایک ’’غیور فرزند‘‘ کے بارے میں بڑے فخر سے لکھتا ہے:

’’تعلیم الاسلام ہائی سکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے، چراغ الدین نام، حال ہی میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی، مگر سلسلے میں داخل نہ تھیں۔ اس لیے عزیز چراغ الدین نے (باوجودیکہ اس کی آنکھیں اشکبار تھیں اور دل غمگین اور تن تنہا غیر احمدیوں میں گھرا ہوا) اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ (قادیانی) قوم کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش‘‘۔

سوال یہ ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ آقائے کریمؐ کی ختم نبوت پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں سے اتنا بغض کیوں رکھتی ہے کہ ایک قادیانی کسی مسلمان کے جنازے تک میں شرکت گوارا نہیں کرتا خواہ وہ اس کا باپ، ماں، بھائی یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ہم بانی جماعتِ احمدیہ اور ان کے جانشینوں کے فرمودات پر ایک نظر ڈالیں تو پتا چلتا ہے کہ وہ لوگ مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کو نہ ماننے والوں کو سرے سے مسلمان ہی تسلیم ہی نہیں کرتے۔ اس بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے‘‘ (تذکرہ: 607)

دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول

کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے‘‘ (تذکرہ: 336)۔ واضح رہے کہ کتاب ’’تذکرہ‘‘ مرزا قادیانی کے الہامات کا مجموعہ ہے اور قادیانی اسے (نعوذ باللہ) قرآن مجید کا درجہ دیتے ہیں۔

اسی طرح ان کے جانشین مرزا بشیر الدین محمود کا بھی یہی کہنا ہے:

’’جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں‘‘ (آئینہ صداقت، انوار العلوم، جلد: 6، صفحہ: 110)

اسی سلسلے میں ’’الفضل‘‘ بابت 6 مئی 1915ء لکھتا ہے:

’’اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی، کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں، چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی، اس لیے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے‘‘۔

’’الفضل‘‘ ہی میں کسی نے یہ سوال پوچھا کہ کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو، یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ اس کے جواب میں لکھا گیا: ’’غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں‘‘۔ (الفضل، 7 فروری 1921ء)

اس پوری بحث میں ان غیر قادیانی سیاسی و غیر سیاسی اور ادبی وصحافتی عناصر کے لیے بڑا سبق پنہاں ہے جو قادیانیوں کی وکالت کے لیے پیش پیش رہتے ہیں۔ وہ یہ بات لکھ رکھیں کہ ان کے دنیا سے گزر جانے کے بعد جماعتِ احمدیہ ان کی قبر پر تھوکے گی بھی نہیں۔ تو پھر اس گناہ بے لذت کا کیا فائدہ؟...... سر فضل حسین اور سالک مرحوم کی مثالیں ان ہی کے لیے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ دیگر اقلیتوں اور قادیانیوں میں سب سے بڑا فرق یہی ہے۔ قادیانی آقائے کریمؐ کا کلمہ پڑھنے والوں کو ہی دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں گویا بت ہم کو کہیں کافر......

علاوہ ازیں قادیانی آج بھی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے کے بجائے اپنے آپ کو ’’احمدی مسلمان‘‘ کہلواتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف اس قدر متشددانہ خیالات وعقائد اور رویے کے بعد بھی دنیا کو دھوکہ دینے کے لیے مسلمانوں کی صفوں میں گھسنا اور خود کو مسلمان کہلوانے پر اصرار ہرگز قرینِ انصاف نہیں ہے۔ اگر اپنی الگ ’’نبوت‘‘ اور الگ ’’امت‘‘ تراشی ہی ہے تو پھر جماعتِ احمدیہ کو اپنی یہ الگ شناخت برقرار بھی رکھنی چاہیے......

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہو اس پر ظفرؔ
آدمی کو صاحبِ کردار ہونا چاہیے

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام: تلخیص البیان فی فہم القرآن　تالیف: مولانا محمد زاہد انور　ضخامت: 1208 صفحات　قیمت: درج نہیں　ناشر: مکتبہ جامعہ عثمانیہ، شورکوٹ سٹی ضلع جھنگ۔ 0311-7882209

حضرت مولانا احمد علی لاہوری نوراللہ مرقدہ ہمارے زمانے میں معانی و مفاہیمِ قرآن کے نشر و تبلیغ اور تفہیم و تشریح کے امام تھے۔ حضرت نے زندگی بھر لاہور میں درسِ قرآن کے مبارک مشغلے کو جاری رکھا اور لاکھوں زندگیوں کو سنوارنے کا سبب بنے۔ مدارس کے فارغ التحصیل علماء و اساتذہ، کالج یونیورسٹی کے طلبا و پروفیسر حضرات سے لے کر زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے عامۃ الناس تک نے حضرت اقدس کے تفسیری افادات سے بقدرِ ظرف استفادہ کیا۔ حضرت مولانا رحمہ اللہ کے ہاں قرآن مجید کی تدریس اور روزمرہ زندگی سے اس کی تطبیق و تعلق کے بیان کا ایک انوکھا اسلوب تھا جس نے ایک دنیا کو اپنی زندگیوں کا جائزہ لینے اور اللہ کے احکام کے مطابق ڈھالنے پر مجبور کر دیا تھا۔ حضرت مولانا کے انتقال کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ ہوئے۔ آپ نے بھی اسی طرز اور اسلوب پر قرآن مجید کے درس کو جاری رکھا اور مرکزِ رشد و ہدایت بنے رہے۔

زیرِ نظر کتاب کلامِ الٰہی کی تفہیم و تدریس کے ذوق سے مرتب کی گئی ایک شاندار تصنیف ہے جسے مذکورہ بالا مبارک و مقدس روایات کے تسلسل میں مولانا محمد زاہد انور مدظلہ نے تالیف کیا ہے۔ فاضل مصنّف نے حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ سے بیعت کا شرف بھی حاصل کیا اور حضرت کے تفسیری معارف کے فیض سے بھی مستفید ہوئے۔

زیرِ تبصرہ کتاب بنیادی طور پر تین اجزا ہیں؛ اول: قرآن مجید کا بامحاورہ آسان اور رواں ترجمہ، جو کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کے قلمِ فیض رقم سے نکلا ہے۔ دوم: آیاتِ قرآنی کے مفاہیم کا خلاصہ اور موضوعِ بحث کا عنوان۔ سوم: منتخب مضامینِ قرآن پر قدرے مفصل موضوعاتی مقالات۔ آخر میں قرآن مجید کی موضوعاتی فہرست بھی شاملِ کتاب کی گئی ہے۔ آخر الذکر دونوں عمل مولانا محمد زاہد انور مدظلہ کی محنت کا نتیجہ ہیں۔ یہی دونوں عمل اس کتاب کا ارمغانِ خاص ہیں۔ خلاصۂ مفہومِ آیت کے نام سے تقریباً ہر آیت کا علیحدہ علیحدہ خلاصہ اور نتیجہ خاص اسلوب میں مختصر الفاظ مگر جامع معانی کے لحاظ کے ساتھ لکھا گیا ہے جس کے نتیجے میں تفہیمِ قرآن بہت سہل اور مرتب ہوگئی ہے۔ یہ خلاصہ واضح طور پر قرآن فہمی میں فاضل مصنف کی محنت اور دماغ سوزی کا شاہدِ جلی ہے۔

منتخب مضامینِ قرآن کے عنوانات پر مفصل مقالات بھی خاصے کی چیز ہیں۔ ان مقالات میں اہمیت کے ساتھ معاصر اشکالات و ایرادات اور ان کا سبب بننے والے فلسفوں اور عقلی و عملی مواقف کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ہمارے زمانے کی فکری و عملی گمراہیاں کیا ہیں اور کہاں سے پیدا ہوتی ہیں اور قرآن عزیز کے دامن میں ان بے راہ رویوں کے

معالجے کے لیے کیا نسخے ہیں......یہی سوالات ان مقالات کا موضوع ہیں۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی کوئی تفسیری محنت آخری اور حتمی نہیں ہو سکتی بلکہ اس الوہی کتاب کے محاسن و معالی لا محدود ہی رہیں گے۔ اس لیے یہ تو نہیں کہ زیرِ نظر کتاب تفسیر کے موضوع پر بالکل حتمی اور فیصلہ کن کتاب ہے، بلکہ اجتہادیات و ترجیحات کے باب میں فاضل مؤلف اور ان کے اسلوب سے یکسر مختلف رائے بھی اختیار کی جا سکتی ہے۔ مگر اس کتاب کا مطالعہ و نیاز مندانہ استفادہ کرتے ہوئے بار بار یہ خیال ذہن میں آتا رہا کہ قرآن مجید کو اس ترتیب کے مطابق سبقاً پڑھا پڑھایا جائے تو یقیناً کیفیاتِ ایمانی میں اضافہ کا سبب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی معظم و مکرم کتاب سے ہماری زندگیوں کا ایک بہر حال عمدہ تعلق وجود میں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق نصیب فرمائے اور فاضل مؤلف کو ان کی محنت و اخلاص کا اجرِ جزیل عطا فرما کر اس کتاب کو امت کے احوال کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔

(تبصرہ: صبیح ہمدانی)

نام: بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم تالیف: مولانا حافظ عبدالحمید تونسوی ضخامت: 152 صفحات

قیمت: درج نہیں ناشر: مرکز رحماء بینہم، جامع مسجد صدیقیہ، مرکز تنظیم اہل سنت، ابدالی روڈ، چوک نواں شہر ملتان

قرآن و احادیث کی واضح نصوص اور کتبِ سیرت و تاریخ کی صریح گواہیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کائنات نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد شادیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین حضرت خدیجہ اور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اولاد جیسی نعمت سے نوازا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے چار بیٹیاں (سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ، سیدہ فاطمہؓ) اور دو بیٹے (سیدنا عبداللہؓ اور سیدنا قاسمؓ) پیدا ہوئے۔ ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ایک بیٹے سیدنا ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے بچپن میں ہی فوت ہو گئے، بیٹیاں زندہ رہیں، شادی کی عمر کو بھی پہنچیں، بڑی تینوں کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی انتقال ہوا، سب سے چھوٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ و رضوانہ علیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے تین یا چھے ماہ بعد فوت ہوئیں۔

یہ باتیں عام مسلمانوں بلکہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے بارے میں بنیادی معلومات رکھنے والے غیر مسلموں کو بھی معلوم ہیں، لیکن بعض گمراہ فطرت لوگوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شریف کے بارے میں ایک نئی راہ نکالی ہے۔ ایسے بدقسمت لوگ اہلِ بیت نبی علیہم الصلوات والتسلیمات کی بے ادبی کرتے ہوئے نبی اقدس صلی اللہ علیہ سلم کی صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو حقیقی دختر شمار کرتے ہیں اور باقی تین صاحبزادیوں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ کو آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اولاد سے خارج گردانتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''بناتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' علامہ حافظ عبدالحمید کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد چار ہونے کو بے تحاشا مضبوط اور محکم دلائل سے ثابت کیا ہے۔ دلائل کی فہرست میں وہ کتابیں اور مآخذ بھی شامل ہیں جو اس گمراہ جماعت کے ہی بزرگوں نے لکھ رکھیں ہیں اور خود انھی کتب میں یہ مدعا پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے۔ **(تبصرہ: مولوی اخلاق احمد)**

مفکر احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ (قسط نمبر 20)

تاریخ احرار

فوجی حکومت کا قیام:

سر سکندر بقول مسٹر جناح، مسٹر ایمرسن گورنر پنجاب کی پیداوار تھے۔ ہماری غلطی یہ تھی کہ ہمارے دیہاتی امیدوار پرانی جاگیرداری کے نمائندہ تھے۔ ہم نے ان کے وعدے پر اعتبار کر کے اپنی انقلابی مشین کے پرزے ثابت ہونے کی توقع کر لی۔ وہ جونہی اسمبلی میں آئے فطرت کے قانون کا عام عمل ان کی طبیعتوں پر حاوی ہو گیا۔ ان کے رجحانات انقلابی ہونے کے بجائے سرمایہ دارانہ تھے انقلابی جماعتیں ہمیشہ غریب ہوتی ہیں۔ سرمایہ داروں کو غرباء سے قلبی نفرت ہوتی ہے۔ البتہ غرباء سے غرض پوری کرنے اور ان پر حکومت جاری رکھنے کے خیال سے نفرت کو چھپانا ہوتا ہے۔ آبرو باختہ عورت چاہے کسی کو چاہے نہ چاہے مگر وہ چہرے پر شیریں تبسم کا خوش نما نقاب اوڑھے رکھتی ہے۔ اور یوں دل کی کدورت چھپی رہتی ہے۔ اعلیٰ طبقے کے ظاہری اطوار بہت بلند ہونے چاہئیں تاکہ عوام ان کے شکار رہیں۔ مکاری اعلیٰ طبقے کا خاص فن ہے جس کے بغیر حاکم خاندان عموماً برباد ہوتے ہیں اور ان کو انقلاب کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ غریب اور انقلابی جماعتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ طبقہ کے ممبروں کو دیر تک زیر تربیت رکھنے کے بعد انھیں ذمہ داری کے کام پر لگائیں۔ ذہنیت بدلے بغیر ان سے ہر وقت خدشہ رہتا ہے کہ وہ پھر کان نمک میں نمک ہو جائیں گے۔ ہم نے یہی غلطی کھائی کہ سمجھا کہ امراء غریب طبقے کے لیڈروں کی رہنمائی قبول کر لیں گے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ انھوں نے اپنی طبیعت کے تقاضوں کے مطابق ہم جنس امراء کا ساتھ دینا شروع کیا۔ جو ایک آدھ غریب ممبر تھا وہ بلند درجہ پر پہنچ کر احرار کو اونچے طبقے کی طرح ذلت کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اور پھر ڈر یہ بھی تھا کہ سر سکندر حکومت انگریزی کا پروردہ ہے۔ انگریز ہر حال میں اس کی پشتیبانی کرتا ہے وہ احرار سی باغی جماعت سے وابستہ ہو کر خطرات کیوں برداشت کریں۔ غرض آئندہ کے لیے ایک سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے جماعت سے باہر کے لوگوں پر اعتماد نہ کیا جائے۔ اگر احرار کو غریبوں کی نمائندہ جماعت کا لقب قائم رکھنا ہے تو اعلیٰ طبقے سے امیدِ وفاداری فضول ہے۔ اور ناتربیت یافتہ غریب بھی اونچی کرسی پر بیٹھ کر غریبوں کے حال کو بھول جاتے ہیں۔ پس احرار کو کسی حال میں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ غریب انقلابی جماعتوں کو اپنے ممبروں کی ذہنی تربیت پر اعتماد کے سوا چارہ نہیں۔ اسی پر زور دینا راہ نجات ہے۔

لدھیانہ، جالندھر، لائل پور کے میونسپل انتخابات میں ہمیں پوری کامیابی ہوئی۔ مگر بعد میں ممبر احرار سے وفادار نہ رہے۔ انھوں نے کانگریس اور لیگ کی طرف جھکنا پسند کیا۔ اس لیے کہ احرار پارٹی میں سرمایہ دار لوگ نہیں۔ عام طبیعتیں مشکل پسند نہیں۔ کبھی کبھی جیل ہو آنا بھی معمولی بات ہے۔ عام احرار کی روزانہ زندگی جیل کی زندگی سے کم تکلیف دہ نہیں۔ بس ایسی تکلیف وہ زندگیاں بسر کرنا یا ان سے وابستہ ہونا کچھ آسان کام نہیں۔ سرمایہ دارنہ ذہن رکھنے والے لوگ اسی لیے کانگریس میں رہ کر آسودہ ہیں کہ کانگریس کا عام ذہن سرمایہ دارانہ ہے۔ غرض احرار کی شکست کے

بعد، جس کی عام ذمہ داری شہید گنج گرانے کی سکیم کی مرہون منت ہے، پنجاب میں فوجی وزارت قائم ہوئی۔ یہ وزارت دراصل آئندہ جنگ کی تیاریوں کا مقدمہ تھی۔ یہ برطانوی سرکار کی کامیاب جنگی تدبیروں میں ایک تدبیر تھی۔

باب پنجم

تحریک مدحِ صحابہ:

شیعہ سنی مسئلہ ہر چند سیاسی مسئلہ ہے۔ دونوں فرقوں کی مذہبی بنیادیں ایک ہیں (ا۔ یہ مرحوم کی ذاتی رائے ہے ورنہ پوری امت اور اس فرقہ میں سخت اصولی اور بنیادی اختلافات ایک مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ابومعاویہ ابوذر) مگر انتہا پسند لوگوں نے اسے کیا سے کیا بنا دیا۔ اس وقت تاریخ اسلام کے اس حادثے کی چھان بین مطلوب نہیں بلکہ قضیۂ تبرا اور لکھنوء کی تحریک مدح صحابہ کی واقفیت ضروری ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق احرار کا ایک نظریہ ہے۔ اسی نظریہ کے لیے احرار نے سردھڑ کی بازی لگا رکھی ہے۔ دنیا میں کوئی حکومت کسی کے بزرگوں کو علانیہ دشنام کی اجازت نہیں دے سکتی اور نہ بزرگوں کی مدح سے روک سکتی ہے۔ اگر اخلاق عامہ کی بنیاد اس سے الگ ہو تو شرافت کے کوئی معنی نہیں رہ جاتے۔ اس بارے میں لکھنو کے شیعہ احباب کو احرار برسر حق نہیں سمجھتے۔ آؤ پہلے لکھنو کے قضیہ کی تاریخ کا مطالعہ کرلو۔

مدح صحابہ کا تاریخی مسئلہ:

ذیل میں عالی جناب مولوی محمد احمد کاظمی (ایم۔ایل۔اے مرکزی) جوالہ آباد ہائی کورٹ کے ایک ممتاز وکیل ہیں، کا ایک تفصیلی مقالہ درج کیا جارہا ہے جس میں ان تمام واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو مدح صحابہ اور تبرے کے موجودہ قضیے کا باعث ہوئے۔ کاظمی صاحب ملک کے ایک مایہ ناز ذمہ دار رہنما ہونے کے علاوہ مدح صحابہ کے پچھلے مقدمات میں مشیر قانون بھی رہ چکے ہیں۔ اس لیے اس مقالے میں آپ نے جو معلومات فراہم کی ہیں وہ نہایت مستند اہم اور معتبر ہیں جن کے مطالعے کے بعد یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجائے گی کہ مدح صحابہ کے موجودہ قضیہ کی ذمہ داری سراسر شیعوں کے سر ہے۔ یہ مقالہ طویل ضرور ہے لیکن اس کی افادی حیثیت کا تقاضا ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ غور سے پڑھا جائے:

تحریک مدح صحابہ کا پس منظر۔ از جناب مولوی محمد علی کاظمی ایم ایل اے

لکھنو میں ۱۹۰۴ء سے قبل محرم کے جلوسوں میں شیعہ سنی اور ہندو سب شریک ہوتے تھے اور سب تعزیے نکالتے تھے۔ ۱۹۰۴ء میں ایک صاحب مقبول احمد نامی شیعہ نے لکھنو میں شیعوں میں کثرت سے لیکچر اور وعظ دیئے۔ جو شیعہ سنی منافرت پیدا کرنے کا باعث ہوئے۔ مقبول احمد مذکور اپنی تقریروں میں تبرا کرنے میں بھی تامل نہ کرتے تھے چنانچہ اس سلسلے میں بعض مقدمات بھی چلائے گئے۔ اسی زمانہ میں شیعوں میں محرم کے جلوسوں میں اصلاح کرنے کا جذبہ پیدا ہوا لیکن چونکہ اس کی بناء مقبول احمد کی پیدا کردہ فضا میں ہوئی اس وجہ سے سنیوں کا عام طبقہ ان اصلاحات کو شک وشبہہ کی نظر سے دیکھنے لگا۔ سب سے پہلے ان اصلاحات کا نفاذ ۱۹۰۵ء میں ہوا۔ اگرچہ اس وقت سنیوں کی طرف سے کوئی زیادہ احتجاج نہیں ہوا لیکن جب ۱۹۰۶ء میں ان اصلاحات میں اور سختی کی گئی تو سنیوں میں بہت ہیجان ہوا جس چیز پر سنیوں کو اعتراض تھا۔ وہ یہ تھی کہ کربلا میں ضرور ننگے پیر اور ننگے سر ہی جانا چاہیے۔ فاتحہ کی صورت سب کے لیے بنانا

ضروری ہے۔ جلوس میں سوائے ماتم اور کچھ نہیں ہونا چاہیئے۔ غرض کہ ایسی چیزیں جن سے جلوس میں خالص شیعہ طریق ورسم کا غلبہ ہوا ن پر سنی رضامند نہ تھے۔ چنانچہ سنیوں کا ایک وفد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس ان پابندیوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ان پابندیوں کے بارے میں معذوری کا اظہار کیا اور ان سے کہا کہ اگر وہ اپنی علیحدہ کربلا کا انتظام کرلیں تو ان کے جداگانہ جلوس کا انتظام کردیا جائے گا۔ چنانچہ سنیوں نے لکھنو سے قریب ۸ میل کے فاصلہ پر ایک اراضی کا بطور کربلا کے انتظام کیا اور اس کی اطلاع مجسٹریٹ کو دے دی اور وہاں پر تعزیہ وغیرہ لے جانے کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انتظام کرادیا۔ سابقہ کربلا کا نام تال کٹورا تھا۔ اور نئی کربلا کا نام پھول کٹورا رکھا گیا۔ سنیوں اور شیعوں دونوں کے جلوسوں کے لیے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مختلف راستے اور مختلف اوقات مقرر کر دیئے۔ تاکہ باہم تصادم نہ ہوسکے۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں ہر دو جلوس علیحدہ علیحدہ نکالے گئے۔ سنیوں کے جلوس کے ساتھ ہندو تعزیہ داروں نے بھی کثرت سے شرکت کی جس سے تال کٹورا جانے والے جلوس کی رونق اور شان بہت گھٹ گئی۔ یہ امر شیعوں کو بہت ناگوار ہوا۔ جلوس کے جدا جدا ہوجانے کا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ سنی جلوس میں سنی نقطہ نظر غالب ہونے لگا اور اس میں علاوہ مرثیوں کے خلفائے راشدین کی مدح میں بھی اشعار پڑھے جانے لگے۔ اس کے علاوہ جس طرح کہ شیعہ ایام محرم میں مختلف اوقات میں علم وغیرہ نکالتے رہتے ہیں۔ سنیوں نے بھی چار یاری جھنڈے کے نام سے چھوٹے چھوٹے جلوس نکالنے شروع کیے اور اس میں بھی خلفائے راشدین کی مدح کے اشعار پڑھے جاتے تھے یہ امر بھی شیعوں کو نہایت ناگوار ہوا۔ شیعہ جو اپنے جلوسوں میں کم وبیش اشارتاً وکنایتاً پہلے تبرا پڑھتے تھے۔ اس علیحدگی کے بعد زیادہ آزادی کے ساتھ تبرا کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے سنیوں سے ان کا تصادم بھی ہوا اور بعض اوقات مار پیٹ تک نوبت پہنچی۔ غرض کہ ۱۹۰۷ء، ۱۹۰۸ء میں یہ نزاعات بڑھ گئے۔ اور شیعوں نے ۸/اپریل ۱۹۰۸ء کو سرجان ہیوٹ گورنر یو۔ پی کی خدمت میں ایک عرضداشت پیش کی جس کے اہم مطالبات درج ذیل کیے جاتے ہیں:

۱۔ لکھنو میں شیعہ تعزیہ داری ہر سال ۲۸ ذی الحجہ سے ۸ ربیع الاوّل تک دو مہینے دس روز کی جاتی ہے اور اس تعزیہ داری کے دوران میں وہ اپنے اماموں اور اہل بیت کی شہادت کا دن مناتے ہیں۔ بالخصوص حضرت امام حسین کی شہادت کا دن۔

۲۔ یہ کہ تعزیہ داری سنی مذہب کے خلاف ہے اور شیعوں کے طریقوں پر اس کو نہیں منایا جاتا لیکن چند سنی حضرت امام حسین کی شہادت عشرہ محرم کے دن محض ایک افسوسناک واقعہ کی حیثیت سے مناتے ہیں۔

۳۔ یہ کہ شیعہ تعزیہ داری کے مواقع پر سنیوں کا چار یاری اشعار پڑھنا جو خلفائے ثلاثہ کی تعریف میں ہوتے ہیں، اس سے شیعوں کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہنچتا ہے اور وہ ان کے مذہبی جذبات کی توہین ہونے کی وجہ سے ان کو سخت ناگوار ہے۔

۴۔ یہ کہ اس قسم کے پبلک جلوس امر جدید ہیں اور اس بنا پر بھی قابل اعتراض ہیں۔

۵۔ یہ جلوس سنیوں کے مذہب کے بھی خلاف ہیں۔

۶۔ یہ کہ ایسے جلوس کا مقصد سوائے شیعوں کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہنچانے کے اور کوئی نہیں ہے۔

پگٹ کمیشن کا تقرر:

اس یادداشت میں آخری استدعاء یہ تھی کہ سنیوں کو چار یاری جھنڈے لے جانے اور خلفائے ثلاثہ کی تعریف

میں اشعار پڑھنے کی ممانعت کی جائے تا کہ درخواست دہندگان محرم کی ماتمی تقریبات بسہولت ادا کر سکیں اور تعزیے جا سکیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی مداخلت یا ان کی کوئی توہین نہ کی جا سکے۔ حالات کی نزاکت کو دیکھ کر گورنمنٹ نے ۸؍ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو ایک کمیشن معاملات کی تحقیقات اور سفارشات کے واسطے مقرر کیا۔ اس کمیشن کے چیئرمین مسٹر پگٹ، آئی سی ایس مقرر کیے۔ اس کمیٹی کے ممبران میں دو ہندو دو سنی اور دو شیعہ نامزد کیے گئے تھے۔ لیکن سنی ممبران میں سے ایک صاحب بالکل حاضر نہیں ہوئے اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی اور اس کی بابت گورنمنٹ نے اپنا آخری ریزولیوشن ۷؍ جنوری ۱۹۰۹ء کو شائع کیا۔ جس میں کمیٹی نے متعلقہ سفارشات کا بھی مفصلاً تذکرہ کیا۔ انھوں نے جلوس کی تفریق اور دو کربلاؤں کے وجود پر بہت اظہار افسوس کیا لیکن اس وقت ان دونوں جلوسوں کو یکجا کرنا یا پھول کٹورے کی کربلاؤں کو ختم کرنا مصلحت وقت نہ سمجھا۔ گورنمنٹ نے محرم کے دو جلوس ہو جانے کی وجہ سے پولیس کو جو انتظامی دقتیں پیش آتی تھیں۔ ان کا تذکرہ کرنے کے بعد جلوسوں کی علیحدگی کے خلاف حسب ذیل الفاظ میں نکتہ چینی کی۔

''محرم کے دو جلوسوں کو مان لینے پر ایک زبردست اعتراض یہ ہے کہ ایک جلوس سنی اور دوسرا شیعہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ اختلافات اور پختہ ہو جائیں گے اور دونوں فرقوں میں جھگڑے کا باعث ہوں گے۔ کمیٹی نے اس اعتراض کے دفع کرنے کے لیے یہ تجویز کی ہے کہ جلوسوں کے ساتھ لفظ سنی اور شیعہ کا استعمال نہ کیا جائے بلکہ پولیس کے قواعد میں محض یہ تحریر کیا جائے کہ تعزیے جو پھول کٹورہ جانے والے ہوں۔ اور تعزیہ داروں کو موقعہ دیا جائے کہ وہ جس کربلا میں چاہیں تعزیہ لے جائیں۔ اگر مقصد صرف یہی ہوتا کہ عشرہ آئندہ پر باہم فریقین میں تصادم نہ ہو تو خیال یہ ہے کہ ۱۹۰۸ء کے چہلم کے موقعہ پر جو طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ یعنی شیعہ اور سنی جلوس کے لیے مختلف راستے اور مختلف اوقات مقرر کر دیئے گئے تھے وہ کافی ہو جاتا لیکن لیفٹیننٹ گورنر کمیٹی کی رائے سے متفق ہیں۔ اس معاملہ میں ہمیں کچھ آگے بڑھنا چاہیے اور آئندہ باہمی گفتگو اور آخری مصالحت کے لیے دروازہ کھلا چھوڑ دینا چاہیے۔ اگر اس اصول سے کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنا تعزیہ کسی راستہ سے اور کسی کربلا کو لے جائے انحراف کیا جائے گا تو اس نصب العین کے حصول میں اور دیر لگے گی۔''

لیکن گورنمنٹ کو ان دونوں جلوسوں کو یکجا کرنے کے مقصد میں کہاں تک کامیابی ہوئی اس کا اندازہ واقعات حاضرہ سے ہو سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ بھی سنیوں کے لیے مستقل پریشانی کا سبب بن گیا۔ اگر گورنمنٹ کا مقصد ان دونوں جلوسوں کو یکجا کرنے کا نہ ہوتا تو ان جلوسوں میں سنی اور شیعہ خصوصیات ہونے سے کوئی حرج واقع نہ ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ خود گورنمنٹ کو تسلیم ہے کہ چہلم ۱۹۰۸ء کے انتظامات بالکل قابل اطمینان تھے پولیس کی طرف سے جو ہدایات گورنمنٹ کے ریزولیوشن کے مطابق ہر سال شائع کی جاتی ہیں ان کی دفعہ ۵ حسب ذیل ہے۔

> ''شادیوں کے جلوس جو کسی تعزیہ علم یا دوسرے جلوس کے سامنے آ جائیں وہ سو گز کے فاصلے پر رک جائیں اور سڑک کے ایک جانب ہو جائیں اور باجہ بجانا بند کر دیں۔ جب تک کہ تعزیے وغیرہ ہزار گز کے فاصلہ پر نہ ہو جائیں۔''

(جاری ہے)

اخبار الاحرار

عقیدہ ختم نبوت کی قرارداد پر عمل کرنے کے احکامات کا خیر مقدم

مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل اور ناظم نشر و اشاعت فرحان الحق حقانی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں پنجاب اسمبلی کی منظور شدہ نکاح نامہ میں ختم نبوت کی قرارداد پر عمل کرنے کے احکامات کا خیر مقدم کرتے ہوئے پنجاب اسمبلی کے تمام اراکین بالخصوص سپیکر پنجاب اسمبلی چوہدری پرویز الٰہی، حافظ عمار یاسر، مولانا الیاس چنیوٹی اور مولانا محمد معاویہ اعظم کو مبارکباد دیتے ہوئے زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

احرار رہنماؤں نے کہا کہ نکاح نامہ میں اس حلف نامہ پر دلہا دلہن کے علاوہ گواہوں کے بھی دستخط کرنے سے قادیانیوں کے دجل وفریب سے مسلمان محفوظ ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس حلف نامہ میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر حلف کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت اور لاہوری و قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے اقرار سے یقیناً قادیانیوں کا امت مسلمہ میں زبردستی گھسنے کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ حلف نامہ قادیانیوں کیخلاف مجلس احرار اسلام سمیت دیگر تنظیموں کی مسلسل اور پرامن جدوجہد کا ثمرہ ہے، اس حلف نامہ سے شہدائے ختم نبوت کی روحیں فرحاں وشاداں ہونگی۔ احرار رہنماؤں نے اس موقع پر کریں۔

تمام صوبائی اسمبلیوں اور اراکین قومی اسمبلی سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی پنجاب اسمبلی کے اس احسن اقدام کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اپنے صوبائی مقامات اور مرکز میں بھی یہی قرارداد منظور کرا کے اسے بھی آئین پاکستان کا مستقل حصہ بنانے میں کردار ادا کریں۔

مجلس احرار اسلام یونٹ بستی نو کا انتخاب

(رپورٹ: مولانا محمد فیصل اشفاق) 22 نومبر 2021ء بروز سوموار، بعد از نماز عشاء، مجلس احرار اسلام ضلع ملتان کے مبلغ اور فعال رہنماء جناب مولانا وقار احمد قریشی صاحب کی پرخلوص دعوت پر مدرسہ تحفیظ القرآن بستی نو میں ایک دعوتی و تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مجلس احرار اسلام ضلع ملتان کے امیر جناب مولانا حافظ محمد اکمل صاحب مدظلہ نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ نشست میں میں کثیر تعداد میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب نے شرکت کی۔ بعد ازاں کارکنان احرار کا اجلاس منعقد کیا گیا جس سے مولانا محمد اکمل (امیر ملتان) نے خطاب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے عنوان پر سلف صالحین اور اکابرین احرار کی یادگار و لازوال قربانیوں کا تذکرہ کیا۔

انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ مجلس احرار اسلام کی تاریخ اور اکابرین احرار کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اکابرین احرار نے دلیری و بہادری کے ساتھ اور استقامت سے تبلیغی و داعیانہ انداز میں مرزا غلام قادیانی

کی نبوت کا ذبہ کا پردہ چاک کیا۔ اوران کی مذموم اور گھناؤنی سازشوں کو محض اللہ رب العزت کی عطاء کردہ ہمت و توفیق سے ناکام بنایا۔

مولانا محمد اکمل نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کی قدر مشترک اور وحدت کا مرکز ومحور ہے۔ جب بھی کسی جھوٹے مدعی نبوت اور گستاخ رسول نے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کا ارتکاب کیا تو پوری امت مسلمہ نے اکٹھے اور ایک ہو کر اس گستاخ کی گستاخی کیخلاف نفرت کا اظہار کیا اور آج تک امت مسلمہ کے تمام طبقات ایک ساتھ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کیلئے مشترکہ اور پرامن جدوجہد کرتی چلی آ رہی ہے۔ امت مسلمہ ہمہ وقت جناب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر اپنا تن، من اور دھن سب کچھ قربان کرنے کو تیار بیٹھی ہے۔

تقریب کے آخر میں مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر جناب مولانا محمد اکمل نے مقامی احرار ذمہ داران اور کارکنان کے باہمی مشورہ اور مکمل اتفاق رائے سے نیا یونٹ قائم کیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) قاری محمد طیب صاحب (امیر) (2) مولانا وقار احمد قریشی (ناظم اعلیٰ)

(3) مولانا محمد اسماعیل فرید (ناظم نشر واشاعت)

بعد از انتخاب جناب مولانا وقار احمد قریشی صاحب (ناظم یونٹ بستی نو) کی جانب سے حاضرین کی ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالی ان کے توفیقات میں برکت عطاء فرمائے اور جماعتی کام کو اخلاص سے کرنے کی مزید ہمت عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکنان کا تربیتی کنونشن (فرحان حقانی)

مجلس احرار اسلام ملتان کے زیر اہتمام کارکنان و معاونین کا سالانہ تربیتی اجتماع، 26 نومبر 2021 مطابق 20 ربیع الثانی 1443 بروز جمعہ بعد نماز مغرب، مرکز احرار دار بنی ہاشم ملتان میں منعقد ہوا جس میں ڈیڑھ سو کے قریب کارکنان و معاونین نے شرکت کی۔ تربیتی اجتماع سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری، مرکزی رہنما مولانا سید عطاء المنان بخاری، ناظم شعبہ دعوت وارشاد ڈاکٹر محمد آصف، مجلس احرار ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل نے خطاب کیا۔ اس موقع پر مجلس احرار اسلام ملتان کے 14 حلقوں کے ذمہ داران نے اپنے علاقے کی کارگزاری پیش کی اور کام کو مزید بہتر کرنے کے لیے عہد و پیمان کیا۔ اس موقع پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر مولانا سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ فتنہ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک ناسور ہے، یہ گروہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے، ان کو مرتد بنانے، مسلمانوں کے دینی، سیاسی، معاشی، اقتصادی، معاشرتی ہر اعتبار سے تہی دست کرنے کے درپے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل کی طرح قادیانی جماعت کا وجود ہی سراپا سازش ہے، اوراس کی سازش کا نشانہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم

اسلام، خصوصا ایشیا اور مشرق وسطی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اسرائیل گٹھ جوڑ پاکستان کے ایک بازو کو کاٹ چکا ہے، اور دوسرے بازو کی تخریب میں اس کی سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماء مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ قادیانی دہشت پسند تنظیم کو ہر اس قوت سے قلبی تعلق ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقاصد میں اس کی معاون ثابت ہو سکے، خواہ وہ یہودیوں کی ''صیہونی تحریک'' ہو، یا دہریت پسندوں کی ''سوشلسٹ تحریک''۔ عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کے نزدیک اسرائیل استعماری سازش کی ناجائز اولاد ہے، جس کی پرورش امریکی ایٹم کے زور سے کی جارہی ہے۔ مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل نے اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام اپنے قیام سے لیکر آج تک فتنہ قادیانیت کا علمی وسیاسی محاسبہ کرتی چلی آرہی ہے اور جب تک ایک بھی کلمہ گو مسلمان زندہ ہے وہ اس ''تخریبی تحریک'' کیخلاف پرامن جدوجہد کو جاری وساری رکھے گا۔ مجلس احرار اسلام ملتان کے رہنماء محمد عدنان معاویہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کا متفقہ واجماعی عقیدہ ہے اور اس مقدس عقیدہ کے تحفظ کے لیے مجلس احرار اسلام نے دیگر محبّ وطن دینی و سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر مشترکہ و پرامن جدوجہد کو جاری رکھا ہوا ہے۔ مجلس احرار اسلام ملتان کے میڈیا ایڈوائزر فرحان الحق حقانی نے کہا کہ وطن عزیز پاکستان میں موجود موجودہ مسائل کے حل کے لیے اسلامی نظام کا عملی نفاذ واحد حل اور ذریعہ ہے، یہ اللہ تعالی کا حکم بھی ہے اور آئین پاکستان کا تقاضا بھی۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے ہمیشہ دنیاوی فوائد مسترد کر کے اور راستے کی تلخیوں کو پہچانتے ہوئے شعوری طور پر آخرت کی زندگی کو دنیا کی زندگی پر ترجیح دیتی ہے۔ احرار ورکرز کنونشن میں مولانا اللہ بخش احرار، سعید احمد انصاری، قاری عبدالناصر صدیقی، حافظ شاکر خان خاکوانی، حافظ محمد طارق لنگاہ، مولانا وقار احمد قریشی، مولانا محمد طیب رشید، مفتی محمد قاسم احرار، شیخ محمد ظفر اقبال، مولانا محمد الطاف معاویہ، مولانا محمد فیصل اشفاق، مولانا محمد طلحہ مجتبی، حافظ محمد عاصم احرار، ڈاکٹر عبدالغفور احرار، مولانا عبدالقیوم احرار، قاری محمد ابوبکر احرار، شیخ محمد عثمان یوسف، حافظ محمد اسماعیل فرید، محمد اسماعیل بھٹی، محمد شاہد احرار، محمد مہربان بھٹی، شیخ محمد مغیرہ، محمد بلال بھٹی، قاری محمد طیب سمیت کثیر تعداد میں احرار کارکنوں نے شرکت کی۔

احرار چیچہ وطنی میں (عبداللطیف خالد چیمہ)

شہر ختم نبوت چیچہ وطنی اور مجلس احرار اسلام آپس میں جڑواں ہیں، قیام پاکستان سے قبل امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور اکابر احرار آتے اور شیخ اللہ رکھا مرحوم کے ہاں پڑاؤ ہوتا۔ حضرت مولانا غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ خطیب وامام جامع مسجد، شاہ جی مرحوم کے دست راست اور حلقۂ یاراں کی طرح یکجان تھے اور بے مثال بھی۔ فرزندان امیر شریعت نے اس شہر کو خوب سیراب کیا۔ حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمتہ اللہ علیہ تقریبا دس سال یہاں قیام پذیر رہے۔ مولانا پیر جی عبدالعلیم شہید، خان محمد افضل خان مرحوم اور سید رضوان الدین احمد صدیقی مرحوم نے احرار کو جلاء بخشی، آج احرار چیچہ وطنی میں زندہ جاوید ہوگئی ہے اور اس کے ادارے ایک بہار کا منظر

پیش کر رہے ہیں۔ ''چیچہ وطنی میں احرار'' یا استاد اکرام الحق سرشار مرتب کریں گے یا پھر حکیم حافظ محمد قاسم یہ ذمہ داریاں نبھائیں گے اور نبھا رہے ہیں۔ سبائی فتنے کے سازشی انداز کی صریحاً مذموم کارروائیوں بلکہ ظلم وستم کے باوجود ہم اپنے قدم مزید آگے بڑھا رہے ہیں۔ حکیم حافظ محمد قاسم نے کچھ عرصے سے جماعتی کارروائی ساتھ ساتھ لکھنے کی ذمہ داری قبول کی ہے اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کی سرگرمیاں سالانہ رپورٹ 2021، (حکیم حافظ محمد قاسم ''ناظم مجلس احرار چیچہ وطنی'')

5 فروری 2021ء۔22 جمادی الثانی 1442ھ بروز جمعۃ المبارک، یوم صدیق اکبر و یوم یکجہتی کشمیر، مقام دفتر احرار تلاوت حافظ عمیر معاویہ، نعتیہ کلام: حافظ احسن منظور، ابتدائیہ حکیم حافظ محمد قاسم، گفتگو مولانا منظور احمد، شیخ عبدالغنی، ماسٹر حافظ جاوید اقبال، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ، شریک احباب تقریباً 50

5 فروری یوم یکجہتی کشمیر، مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی زیر قیادت احرار کارکنان کی کثیر تعداد نے مرکزی انجمن تاجران کے پروگرام میں شرکت سیاسی و مذہبی جماعتوں کے نمائندگان کی تقاریر، مقام، ختم نبوت چوک چیچہ وطنی، مجاہد ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ کا خطاب

5 فروری، یوم یکجہتی کشمیر، داعی جمعیت علماء اسلام چیچہ وطنی، حکیم حافظ محمد قاسم ناظم مجلس احرار چیچہ وطنی کی زیر قیادت مدرسہ عزیز العلوم سے مرکزی ریلی میں احرار کارکنان کی کثیر تعداد میں شرکت، مقام پریس کلب چیچہ وطنی، بیانات: مجاہد ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ، پیر جی عزیز الرحمان (جمعیت علماء اسلام)، مولانا غلام نبی معصومی (جمعیت علماء پاکستان)، مولانا اکرم ربانی، (جمعیت اہلحدیث)

6 فروری 2021 بروز ہفتہ بعد نماز ظہر انتہائی: افسوس ناک دردناک اطلاع، قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اس دنیا سے رخصت ہو گئے

7 فروری مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے کثیر تعداد کارکنان کی ملتان قائد احرار کے جنازے میں شرکت،

12 مارچ 2021ء۔27 رجب المرجب 1442ھ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر دفتر احرار، اجلاس بابت ختم نبوت کانفرنس یکم اپریل زیر صدارت مجاہد ختم، نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ، تقریبا 20 کارکنان

21 مئی 8 شوال المکرّم بروز جمعۃ المبارک، یوم یکجہتی فلسطین، رمضان المبارک میں فلسطین پر اسرائیل کے دہشت گردانہ حملوں میں سینکڑوں فلسطینی مسلمان جام شہادت نوش کر گئے پورے ملک میں یوم یکجہتی فلسطین منایا گیا، مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی، جماعت اسلامی چیچہ وطنی کا ایک مشترکہ احتجاجی جلوس جامع مسجد سے چوک شہداء ختم نبوت پہنچا، مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ، ناظم اعلی مجلس احرار اسلام پاکستان، مولانا جاوید قصوری، امیر جماعت اسلامی پنجاب نے خطاب کیا،

9 جولائی 28 ذیقعدہ، بروز جمعۃ المبارک، انتہائی افسوس ناک اطلاع مجلس احرار اسلام پاکستان کے سوشل میڈیا

کوارڈینیٹر حافظ سید محمد سلیم شاہ دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے، قائد احرار سید محمد کفیل بخاری نے بعد نماز جمعۃ المبارک چک نمبر 110/7 آر میں سید سلیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی مجلس احرار اسلام کے کثیر کارکنوں نے نمازہ جنازہ میں شرکت کی، جس میں صوفی عبدالشکور (بوریوالا) جناب حاجی عبدالکریم قمر (کمالیہ،) سید صبیح الحسن ہمدانی (ملتان)، محمد اسامہ عزیر، مولانا منظور احمد (ساہیوال،) محمد زید عثمان (خانیوال)، اور دیگر جماعتوں کے کارکنان اور سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی،

12 جولائی یکم ذوالحجہ بروز سوموار چک نمبر 110 سیون آر میں قرآنی خوانی حافظ سید محمد سلیم شاہ، ابتدائی گفتگو، حکیم حافظ محمد قاسم

تعزیتی بیان مبلغ ختم نبوت مولانا محمد سرفراز معاویہ، مجاہد ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ، دعاء، مولانا منظور احمد طاہر (ساہیوال)

یکم محرم الحرام 1443ھ 10 اگست بروز منگل، دارالقرآن دارالعلوم ختم نبوت، یوم شہادت سیدنا عمر فاروقؓ تلاوت ونعت، حافظ محمد عثمان بیان حکیم حافظ محمد قاسم ناظم احرار

مبلغ ختم نبوت مولانا محمد سرفراز معاویہ، پیر جی عزیز الرحمان جمعیت علماء اسلام، مولانا منظور احمد خطیب عثمانیہ مسجد، شریک احباب تقریبا 30 افراد

، 14 اگست 5 محرم الحرام بروز ہفتہ صبح 7 بجے تقریب، یوم آزادی پاکستان، دفتر احرار، پرچم کشائی بدست مہمانان گرامی قدر، تلاوت حافظ محمد عثمان، نعتیہ کلام وترانہ، حافظ احسن منظور بیانات مولانا پیر جی عزیز الرحمان جمعیت علماء اسلام۔ مولانا غلام نبی معصومی جمعیت علماء پاکستان، مولانا اکرم ربانی جمعیت اہلحدیث، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد سرفراز معاویہ، شیخ عبدالغنی سماجی رہنما ادیب وشاعر، اکرام الحق سرشار حکیم حافظ محمد قاسم، شریک احباب تقریبا 100، حاجی عبدالکریم قمر کمالیہ، حاجی احسان احمد کمالیہ نے خصوصی شرکت کی،

19 اگست 10 محرم الحرام 1443ھ بروز جمعرات وقت بعد نماز ظہر سالانہ مجلس ذکر حسینؓ، قرآنی خوانی ہدیہ ایصال ثواب شہداء کربلاء، تلاوت حافظ محمد عثمان، نعت حافظ احسن منظور، منقبت سیدنا حسینؓ حافظ محمد مغیرہ خالد ، گفتگو، حکیم حافظ محمد قاسم، مولانا محمد سرفراز معاویہ، مولانا منظور احمد، شریک احباب تقریبا 80 افراد،

آغاز مہم رکنیت ومعاونت سازی مجلس احرار اسلام پاکستان یکم اکتوبر جمعۃ المبارک 23 صفر المظفر، حکیم حافظ محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر، مفتی ذیشان آفتاب، کا چک نمبر 112/7 آر کا دورہ، جماعت کے قدیم کارکن محمد یونس کی اہلیہ کی وفات پر ان کے بیٹے حفیظ یونس سے تعزیت، بھائی علی شیر سے ملاقات، جماعتی پروگرام اور ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوت، قاضی طلحہ ایاز کے گھر 8 احباب کو جماعتی لٹریچر اور ترغیب دی گئی،

5 اکتوبر بروز منگل 27 صفر المظفر 1442ھ، حکیم حافظ محمد قاسم، مولانا سرفراز معاویہ مبلغ احرار کا دورہ چک

نمبر 108/12 ایل قاری عبدالواحد سے ملاقات جماعتی لٹریچر اور ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوت،
چک نمبر 45/12 ایل قاری محمد طالب خطیب جامع مسجد سے ملاقات جماعتی لٹریچر اور ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی دعوت،
چک نمبر 49/12 ایل چاچا اقبال، بھائی افضل، بھائی ارشد سے ملاقات، جماعتی لٹریچر اور ختم نبوت کانفرنس کی دعوت،
چک نمبر 32/12 ایل حافظ عبدالمتین ٹیپو، حافظ عمر صدیق، حافظ محمد وسیم سے رابطہ،
چک نمبر 48/12 ایل مفتی شبیر احمد سے رابطہ مثبت جواب،

8 اکتوبر کیم ربیع الاول بروز جمعتہ المبارک بعد نماز عصر تربیتی نشست ودعوت ختم نبوت کانفرنس چناب نگر اجلاس برائے ترغیب رکنیت ومعاونت سازی مجلس احرار اسلام،، صدارت چودھری انوار الحق، تلاوت حافظ ابرار احمد، نعتیہ کلام حافظ احسن منظور، گفتگو حاجی عبداللطیف خالد چیمہ۔ مولانا منظور احمد، مولانا محمد سرفراز معاویہ، مفتی شبیر حسین، محمد قاسم چیمہ، حافظ جاوید اقبال، حکیم حافظ محمد قاسم، شریک احباب تقریبا 70

11 ربیع الاول 8 اکتوبر بروز سوموار قافلہ اول برائے شرکت چناب نگر ختم نبوت کانفرنس، زیر قیادت حاجی عبداللطیف خالد چیمہ، 15 احرار کارکنان

12 ربیع الاول قافلہ دوم مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی، کی زیر قیادت تقریبا 100 افراد کانفرنس میں شرکت،

15 ربیع الاول 22 اکتوبر جمعتہ المبارک بعد نماز عصر بمقام ریسٹ ہاؤس چیچہ وطنی تقریب عصرانہ بسلسلہ تاریخ ساز بے مثال وکامیاب ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

،مہمانان گرامی (نواسۂ امیر شریعت حافظ سید محمد کفیل بخاری امیر مجلس احرار اسلام پاکستان، مجاہد ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ مرکزی ناظم اعلی مجلس احرار اسلام پاکستان) شریک احباب مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی، مولانا محمد سرفراز معاویہ، رانا قمر الاسلام، مفتی شبیر حسین، مولانا شاہد محمود (غازی آباد) حافظ اسامہ عزیر (ساہیوال،) مولانا الطاف معاویہ (خانیوال)، ریحان ارشد، ماسٹر تنویر احمد، قاضی عبدالقدیر، قاری حفیظ الرحمان، سعید عارفی، حافظ عمیر معاویہ، محمد آصف چیمہ، نعمان حبیب، اکرام الحق سرشار، محمد مزمل، حافظ شاہد نوید، محمد قاسم چیمہ، محمد عباس شاہ، حافظ سلمان، محمد فیصل، حافظ نعمان، حافظ ابرار، حافظ قربان، سعید چیمہ، اسد اللہ ملک، حکیم محمد قاسم اور دیگر احباب نے شرکت کی۔

مجلس احرار اسلام موضع بخاریاں (ضلع چنیوٹ) کا انتخاب:

(۱) حاجی محمد الطاف کھوکھر (سرپرست)
(۲) مولانا محمد عمر فاروق (امیر)
(۳) جناب اورنگ زیب (ناظم)
(۴) جناب محمد عمر کھوکھر (ناظم نشر واشاعت)
(۵) بھائی حسین احمد (خزانچی)

مسافرانِ آخرت

☆ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی بڑی بہو، مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری کی اہلیہ اور حافظ سید محمد معاویہ بخاری کی والدہ ماجدہ 8 نومبر 2021 بروز بدھ کو انتقال کر گئیں۔ نماز جنازہ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مولانا سید محمد کفیل بخاری نے پڑھائی، جس کے بعد مرحومہ کو ملتان کے قدیمی قبرستان جلال باقری کے ''احاطہ بنی ہاشم'' میں مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں حافظ سید محمد معاویہ بخاری، مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ، مرکزی نائب امیر ملک محمد یوسف، مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مرکزی رہنماء مولانا سید عطاء المنان بخاری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء مولانا اللہ وسایا، مولانا اسماعیل شجاعبادی، وفاق المدارس العربیہ جنوبی پنجاب کے ناظم مولانا زبیر احمد صدیقی، جمعیت علماء اسلام (ف) ملتان کے رہنماء قاری محمد طاسین، قاری محمد یسین، مولانا عطاء الرحمٰن حقانی، مولانا محمد معاویہ انصاری، قاری محمد صادق انور، حافظ شیخ محمد عمر، جامعہ خیر المدارس ملتان سے مولانا محمد ازہر، مولانا محمد میمون، مولانا عبدالمنان، خواجہ ابوالکلام صدیقی (قرآن محل پاک گیٹ) مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنماء مولانا فقیر اللہ رحمانی، قاری ظہور رحیم عثمانی، مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا محمد اکمل، مولانا اللہ بخش احرار، مولانا مفتی محمد نجم الحق، فرحان الحق حقانی، مولانا محمد فیضان اشرفی، ڈاکٹر محمد آصف، قاری محمد یوسف احرار کے علاوہ احرار کارکنوں، علماء، طلباء اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

☆ مجلس احرار اسلام بستی لنگڑیال ملتان کے کارکن حافظ سعید احمد 8 نومبر کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن ظہور الحق احرار کی والدہ ماجدہ 13 نومبر کو انتقال کر گئیں۔

☆ ہمارے قدیم مہربان اور علمائے حق سے تعلق و محبت کے حامل جناب قطب الدین صاحب (بستی ممدال)۔
انتقال: 13 نومبر بروز اتوار

☆ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند، حضرت مولانا عزیز احمد (نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)، حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ) کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ حافظ رشید احمد صاحب رحمہ اللہ 25 نومبر 2021ء بوقت سحر خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم، حضرت خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کے تیسرے فرزند تھے۔ حضرت نے اپنی زندگی میں ہی ان کو مرکز سراجیہ لاہور کی ذمہ داری سپرد کر دی تھی اور بعد ازاں خانقاہ سعدیہ دادڑہ بالا ساہیوال کی ذمہ داری بھی انہی کے سپرد رہی۔ مرحوم نومبر 2015 میں علیل ہوئے اور قومے کی کیفیت میں چلے گئے اور اسی حال میں 57 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ نہایت خوش مزاج اور دلچسپ انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور ان کے درجات بلند فرمائیں آمین

☆ مجلس احرار اسلام فیصل آباد کے قدیم کارکن صوفی غلام رسول نیازی مرحوم کی ہمشیر، جناب عبدالشکور نیازی، جناب احسان اللہ نیازی کی پھوپھو 26 نومبر 2021 بروز جمعہ انتقال کر گئیں۔

☆ جامعۃ الحمید لاہور کے ناظم مولانا سیف اللہ صاحب مرحوم، انتقال: 26 نومبر 2021

☆ چیچہ وطنی: ہمارے دیرینہ معاون نقیب ختم نبوت اور احرار کے مستقل قاری قاضی حافظ ماسٹر ظہور احمد ٹبہ شاہ کوٹ 12/7 آر 31 اکتوبر اتوار کو انتقال کر گئے،

☆ چیچہ وطنی: سراجیہ دواخانہ چیچہ وطنی کے کارکن قاضی محمد طلحہ ایاز 112/7 آر کے والد گرامی قاضی محمد ایاز 5 نومبر جمعۃ المبارک کو انتقال کر گئے

☆ چیچہ وطنی: ہمارے دیرینہ معاون پروفیسر محمد افضل طیار (احمد نگر) کے والد گرامی رانا محمد اسلم خان ریٹائرڈ ٹیچر رائے نیاز ہا کی سکول چیچہ وطنی 2 نومبر منگل کو انتقال کر گئے۔

☆ ساہیوال: جامعہ انوریہ مسجد نورہائی سٹریٹ ساہیوال کے ناظم دفتر حافظ نصیر احمد 11 نومبر اتوار کو انتقال کر گئے۔

☆ چیچہ وطنی: 18 نومبر بروز جمعرات ہمارے دیرینہ معاون پروفیسر محمد افضل طیار (احمد نگر) کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں

☆ چیچہ وطنی: چیئر مین بلدیہ رانا محمد اجمل خاں کے سسر میاں محمد سرور 19 نومبر جمعۃ المبارک کو انتقال کر گئے نماز جنازہ حضرت قاری محمد قاسم نے پڑھائی جو کہ جامع مسجد میں ادا کی گئی،

☆ چیچہ وطنی: مولانا عنایت اللہ اکرم مرحوم چک نمبر 45/12 ایل کی اہلیہ محترمہ 15 نومبر پیر کو انتقال کر گئیں

☆ چیچہ وطنی: ہمارے معاون محمد علی کے تایا جان محمد اقبال ذوق (فرزندان امیر شریعت کے شیدائی) 22 نومبر پیر کو انتقال کر گئے۔

☆ بھائی عنائت اللہ احراری تلہ گنگ کے جواں سال بیٹے انتقال: 8 نومبر 2021

☆ مولوی محمد حذیفہ کے چچازاد بھائی آفتاب احمد انتقال: 16 نومبر 2021

☆ حاجی خالد فاروق کی خوشدامن احرار کارکن اشفاق مرحوم کی والدہ انتقال: 24 نومبر 2021

☆ مجلس احرار اسلام ناگڑیاں ضلع گجرات کے کارکن حافظ محمد وسیم اللہ کی پردادی مرحومہ انتقال 23 نومبر 2021

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ کے والد محمد شریف مرحوم 8 نومبر 2021 کو انتقال کر گئے

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائیں درجات بلند فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائیں آمین

دعائے صحت

مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن جناب محمد نعیم ناصر صاحب (حاصل پور) علیل ہیں

مجلس احرار اسلام ملتان کے ناظم مولانا عبدالقیوم کی والدہ علیل ہیں

مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولانا فیصل متین سرگانہ کی والدہ علیل ہیں

احباب وقارئین سے دعا کی درخواست ہے

مرتب: محمد یوسف شاؔد

اشاریہ ''نقیبِ ختم نبوت'' (2021ء)

دل کی بات (اداریہ) :

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
عمران حکومت کی اڑھائی سالہ مایوسی	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	2
مشکل فیصلے اور گھبرانا بالکل نہیں	//	فروری	2
سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ کا سانحۂ ارتحال	//	مارچ	2
وطن کی فکر کرناداں	//	اپریل	2
وقتِ دُعا ہے	//	مئی	2
''شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے''	//	جون	2
افغان مسئلہ اور نیا حکومتی بیانیہ	//	جولائی	2
آزاد کشمیر کے انتخابی نتائج اور دھیمی سُر یں متعصب قادیانی افسر کی تعیناتی اور منسوخی	//	اگست	2
فتح طالبان اور افغانستان کی نئی صورتحال 44ویں سالانہ ختم نبوۃ کانفرنس	//	ستمبر	2
انسداد جبری تبدیلئ مذہب بل بھارت کے تبدیلی مذہب قانون کا چربہ	//	اکتوبر	2
منہ زور اور کمر توڑ مہنگائی	//	نومبر	2
	//	دسمبر	2

شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
یوم تاسیس احرار۔ حافظ حبیب اللہ چیمہ رحمۃ اللہ	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	4
عرضِ احوال	عبداللطیف خالد چیمہ	مارچ	4
دورۂ تربیت المبلغین	سید محمد کفیل بخاری	اپریل	4
عزیز القدر حافظ محمد سلیم شاہ رحمہ اللہ کی رحلت	عبداللطیف خالد چیمہ	اگست	4
یومِ تحفظ ختم نبوت (یوم قرارداد) اقلیت	عبداللطیف خالد چیمہ	ستمبر	4
44ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر، ہاں قدم بڑھائے جا	عبداللطیف خالد چیمہ	نومبر	3

سرکلر

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس 2021/1	عبداللطیف خالد چیمہ	جنوری	8
مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس 1/21	عبداللطیف خالد چیمہ	اگست	6

دین ودانش:

حیات انبیاء......احادیث نبوی، ائمہ اربعہ اور فقہاء وعلماءِ سلف کی نظر میں		حافظ عبدالمالک شاہین	جنوری	10
صدق وصفا کے پیکر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ		عطامحمد جنجوعہ	//	20
فدک کی حقیقت	(پہلی قسط)	غلام مصطفیٰ	//	25
شادی مگر سادی		عطاء الرحمٰن قاسمی	//	29
امیر المؤمنین خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق سلام اللہ علیہ ورضوانہ (پہلی قسط)		سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	فروری	4
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کی کیفیت وشبہات کا ازالہ		عطامحمد جنجوعہ	//	9
فدک کی حقیقت	(دوسری قسط)	غلام مصطفیٰ	//	13
حوادث ومصائب		مفتی منیب الرحمٰن	//	19
خواتین کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس احادیث مبارکہ		محمد اسامہ	//	25
امیر المؤمنین خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق سلام اللہ علیہ ورضوانہ (دوسری قسط)		سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	مارچ	9
فدک کی حقیقت	(تیسری قسط)	غلام مصطفیٰ	//	14
مسئلہ ختم نبوت، احادیث کی روشنی میں		شیخ الحدیث مولانا انوار الحق	اپریل	5
امیر المؤمنین خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق سلام اللہ علیہ ورضوانہ (آخری قسط)		سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	//	12
طلب قرطاس کی حقیقت		عطامحمد جنجوعہ	//	18
فدک کی حقیقت	(آخری قسط)	غلام مصطفیٰ	//	23
ماہِ رمضان المبارک تقویٰ کے حصول کا بہترین ذریعہ		مولانا ابوجندل قاسمی	//	26
زکوٰۃ کے مسائل		دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی	//	33
نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ		مولانا اعجاز صمدانی	//	38
زمین کی پیداوار میں زکوٰۃ یعنی عشر		ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی	//	40
علماء وطلباء سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی باتیں		مفتی سمیع الرحمٰن	//	44
معیارِ انسانیت		مولانا سفیان علی فاروقی	//	49
وقت کی قدردانی		مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	//	52
غزوہ اُحد میں پہنچنے والے نقصان کی حکمتیں		مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	مئی	4
بوقت بیعت ابوبکر دلخراش واقعہ نبود		عطامحمد جنجوعہ	//	13
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا		فرید اللہ مروت	//	17
سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ		علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	//	21
اعتکاف کے مسائل		ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمہ اللہ	//	23
عیدالفطر......صدقۃ الفطر (فضائل، احکام، مسائل)		سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	//	32

ماہ شوال کے 6 روزے		ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی	//	36
امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن خطاب سلام اللہ و رضوانہ علیہ	قسط نمبر (1)	سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ	جون	4
سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ		علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	//	9
سفر ہجرت میں آل ابو بکرؓ کی خدمات		عطا محمد جنجوعہ	//	11
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام نامی اور اسم گرامی پر اعتراض		غلام مصطفیٰ	//	17
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور تحریر و تدوین حدیث		عبداللہ زبیر ندوی	//	23
اسلام دین فطرت ہے	قسط نمبر (1)	مولانا شمس الحق افغانیؒ	جولائی	4
قتال مرتدین کی پیشین گوئی کے مصداق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ		عطا محمد جنجوعہ	//	11
امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن خطاب سلام اللہ و رضوانہ علیہ	قسط نمبر (2)	سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ	//	16
امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	قسط نمبر (1)	غلام مصطفیٰ	//	19
سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ		علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	//	23
قربانی......حکمت اور مسائل و احکام		سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	25
آیاتِ قرآنی کی صحیح تعداد		مولانا منظور احمد آفاقی	//	34
علم		مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ	اگست	8
اسلام دین فطرت ہے	آخری قسط	مولانا شمس الحق افغانیؒ	//	11
امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن خطاب سلام اللہ و رضوانہ علیہ	آخری قسط	سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ	//	19
امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	قسط نمبر (2)	غلام مصطفےٰ	//	23
سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ		علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	ستمبر	12
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مزعومہ خلافت بلا فصل کے دلائل کا جائزہ		عطا محمد جنجوعہ	//	14
سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما		مولانا محمد احمد حافظ	//	19
امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	آخری قسط	غلام مصطفےٰ	//	24
اُمّ المؤمنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا......شبہات کا ازالہ		عطا محمد جنجوعہ	اکتوبر	10
سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ		علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	//	20
وسعت رزق کے تکوینی اسباب		طفیل ہاشمی	//	23
حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ (قسط ۱)		سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ	نومبر	7
حدیث سفینہ اور خلافت راشدہ		غلام مصطفیٰ	//	13
حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ (آخری قسط)		سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ	دسمبر	7
داڑھی کیوں ضروری ہے؟		مولانا زبیر احمد صدیقی	//	9

افکار:

بائیکاٹ	جمشید حامد ملتانی	فروری	28
ہم اسرائیل سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟	مولانا محمد منصور احمد	//	29
گیارہ روزہ اسرائیلی جارحیت کے نقصانات کا تخمینہ (ترجمہ وترتیب)	مولوی محمد نعمان سنجرانی	جون	31
کب جاگے گا مسلمان؟	انصار عباسی	//	34
امیر اور امارت اسلامی اصولوں کی روشنی میں	مولانا محمد ابوبکر حنفی	//	36
وقف املاک ایکٹ بل اور اس کا پس منظر	حافظ اُسامہ عزیر	جولائی	42
افغانستان کے نئے بہی خواہ اور طالبان	پروفیسر عبدالواحد سجاد	اگست	31
گھریلو شد دبل......خاندانی کے نظام کی تباہی	فرحان الحق حقانی	//	33
رفیق افغان: ایک صحافتی مزاحمتی کردار	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	ستمبر	6
شہدائے ختم نبوت چوک چیچہ وطنی کی تعمیر نو	اکرام الحق سرشار	//	8
عورت مارچ ایجنڈا قانون بن گیا، والدین ہونا جرم	محمد عاصم حفیظ	//	10
تبدیلئ مذہب کے خلاف مجلس احرار اسلام کی عوامی آگاہی مہم	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	اکتوبر	5
سنگل نیشنل کریکولم ایک جائزہ	ڈاکٹر سید ظاہر شاہ	//	8
مذہبی آزادی کے حوالے سے امریکی رپورٹ؟	عمر فاروق	دسمبر	12
طالبان حکومت......نیک توقعات	عطاء محمد جنجوعہ	//	15

مطالعۂ قادیانیت وردِّ قادیانیت:

کیا اسلام اور احمدیت دو علیحدہ مذہب ہیں؟	شیخ راحیل احمد مرحوم	فروری	50
مرزا قادیانی اور حج بیت اللہ......عذر گناہ بدتر از گناہ (قسط ۱)	شیخ راحیل احمد مرحوم	مئی	38
مرزا قادیانی اور حج بیت اللہ......عذر گناہ بدتر از گناہ (آخری قسط)	شیخ راحیل احمد مرحوم	جون	51
امتی نبی......مرزا کا دھوکا	فاطمہ انصاری	اکتوبر	40
فبهت الذی كفر	مولانا منظور احمد آفاقی	دسمبر	29
جماعت احمدیہ اور شدت پسندی	منصور اصغر راجہ	//	31

خطبہ استقبالیہ:

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام 44ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس	سید عطاء المنان بخاری	نومبر	5

سپاس نامہ:

سپاس نامہ بحضور امیر احرار حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم بموقع 44ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	حکیم حافظ محمد قاسم	دسمبر	5

یادِ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاریؒ

مختصر احوال و تعارف	سید محمد کفیل بخاری	مارچ	19
میرے اب وجد کی آخری نشانی	سید محمد معاویہ بخاری	//	23
حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی آخری نشانی	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	33
حضرت پیر جی بھی ہمیں چھوڑ گئے	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	35
تاجدارِ ختم نبوت کے سپاہی	مولانا محمد احمد حافظ	//	36
یادگار عکس تحریر	مولانا محمد فیاض خان سواتی	//	40
آفتاب غروب ہو گیا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	41
میرے پیر جی	شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی	//	44
قائد احرار مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ کا سفرِ آخرت	فرحان الحق حقانی	//	46
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال پر	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	48
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ	ابوسفیان تائب	//	49
شباہتِ بخاری	ابوسفیان تائب	//	50
نالۂ دِل بر وفات حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری قدس سرہٗ	حضرت مولانا منظور احمد نعمانی	//	50

استفتاء:

سلام کے مسنون و مکمل کلمات!	ادارہ	جولائی	40

ادب:

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	احسان دانش	جنوری	46
نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	روشن صدیقی	//	46
مناقبِ حضراتِ حسنینِ کریمین شہیدین رضی اللہ عنہما	قاری قیام الدین الحسینی	//	47
نعت شریف	اکبر الہ آبادی	مئی	43
منقبت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	نادر صدیقی	//	44
لاہور لہو لہو	سید سلمان گیلانی	//	45
تعارف	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	46
زرپارہ	حبیب الرحمٰن بٹالوی	جون	39
یہ جھکتی ڈالیاں دیکھو!	حبیب الرحمٰن بٹالوی	جولائی	59
جنازۂ شہید	علامہ اثر زبیری مرحوم	اگست	35
تیرے فراق میں	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	36
منقبت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	نادر صدیقی	ستمبر	30

جنگِ یمامہ	ڈاکٹر محمد سعید کریم بیبانی	//	31
فراق کیا ہے	سعود عثمانی	//	32
امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	علامہ طالوت رحمہ اللہ	//	33
ختمِ نبوت	منظر انصاری	اکتوبر	25
دعائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	26
آپ کا ہوں	سلیم کوثر	نومبر	17
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شاعری میں قرآنی تلمیحات (قسط ۱)	نور اللہ فارانی	//	18
جہاں بھر کے جو بچے ہیں	حبیب الرحمٰن بٹالوی	دسمبر	19
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شاعری میں قرآنی تلمیحات (آخری قسط)	نور اللہ فارانی	//	20
حاصل مطالعہ	محمد یوسف شاد	//	28
روداد:			
محرم الحرام اور مجالس ذکر حسین رضی اللہ عنہ	عبد اللطیف خالد چیمہ	ستمبر	54
اخلاق و آداب:			
ذرا سی احتیاط............فوائد بے شمار	مولانا منظور احمد آفاقی	ستمبر	35
تحقیقات			
حروف ابجد کے اعداد اور اُن کے اثرات	حبیب الرحمٰن بٹالوی	نومبر	25
شخصیات:			
سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مرزا غالب	نور اللہ فارانی	جولائی	44
مولانا شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی رخصت ہو گئے	مفتی آصف محمود قاسمی	اگست	37
آہ......سلیم شاہ	منصور اصغر راجہ	//	41
حافظ محمد سلیم شاہ رحمۃ اللہ کی یادیں	مولانا محمد سرفراز معاویہ	//	42
جوان بیٹے کا جنازہ......بوڑھے باپ کا کندھا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	44
میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا	شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی	ستمبر	38
انٹرویو			
ایک نومسلم کی سرگزشت (قسط ۱)	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	اگست	46
ایک نومسلم کی سرگزشت (دوسری و آخری قسط)	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	ستمبر	40
سوالات			
یوٹیوب چینل پر بیانات وغیرہ اَپ لوڈ کرنا اور اس کی کمائی کا حکم	جامعہ علوم اسلامیہ کراچی	اپریل	62

تاریخِ احرار

تاریخِ احرار (قسط نمبر ۹)	چودھری افضل حقؒ	جنوری	51
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۰)	چودھری افضل حقؒ	فروری	43
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۱)	چودھری افضل حقؒ	مارچ	51
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۲)	چودھری افضل حقؒ	اپریل	56
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۳)	چودھری افضل حقؒ	مئی	47
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۴)	چودھری افضل حقؒ	جون	40
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۵)	چودھری افضل حقؒ	جولائی	52
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۶)	چودھری افضل حقؒ	اگست	53
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۷)	چودھری افضل حقؒ	ستمبر	47
فتحِ قادیان سے ربوہ (چناب نگر) تک کی تاریخی جدوجہد	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	اکتوبر	27
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۸)	چودھری افضل حقؒ	//	31
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۱۹)	چودھری افضل حقؒ	نومبر	29
تاریخِ احرار (قسط نمبر ۲۰)	چودھری افضل حقؒ	دسمبر	42

گوشۂ امیرِ شریعتؒ:

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی مکتوب نگاری	نور اللہ فارانی	فروری	32
ایک من گھڑت واقعے کی وضاحت	رفیع الدین رفیع چشتی نظامی	//	42

اخبار الاحرار:

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	جنوری	59
مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	فروری	53
مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	مارچ	58
مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	مئی	58
مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	جون	58
مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	اگست	61
مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	ستمبر	60
مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	نومبر	37
مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	دسمبر	46

یادِ رفتگاں:

مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کے ساتھ چار روز	مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ	جنوری	32

مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ مولانا عطاء اللہ شہاب ״ 36
پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمیؒ صاحب سے ملاقات مولانا عمران گوندل ״ 40
آہ! علامہ محمد رمضان نعمانی رحمہ اللہ محمد عبدالواجد لطیف مئی 60
شیخ الحدیث حضرت مولانا امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد الطاف معاویہ ״ 61

اشاریہ:

اشاریہ ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان (2021) مرتب: محمد یوسف شاؔد دسمبر 54

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

جنوری: فلسطین کی ڈائری مرتب: مولانا سہیل باوا ص48

فروری: محمدیہ پاکٹ بک (اشاعتِ ہفتم جنوری ۲۰ء) مؤلف: مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری رحمہ اللہ، ص52

اپریل: باتیں تڑپا دینے والی مرتب: ابوعثمان ماسٹر عبدالرؤف ص63

مئی: مرزا قادیانی کی اولین تکفیر اور تاریخی حقائق مؤلف: حافظ عبید اللہ ص56،

برکاتِ وضو مؤلف: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی ص57

شانِ صحابہ (ارشادات قرآن عزیز کی روشنی میں) مؤلف: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی ص57

جون: درر فرائد ترجمہ وشرح جمع الفوائد (جلد ۵ کتاب المناقب) مصنف: محمد بن محمد بن سلیمان المغربی المالکیؒ

مترجم: مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ ص56 قادیانیوں کو دعوتِ فکر مصنف: عطا محمد جنجوعہ ص56

دعوت الانصاف فی حیات جامع الاوصاف صلی اللہ علیہ وسلم تصنیف: مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی ص57

جولائی: اشاریہ ہفت روزہ خدام الدین (پہلا حصہ 1955 تا 1970) مرتب: صلاح الدین فاروقی ص60

تحریکِ ختم نبوت تالیف: ڈاکٹر محمد عمر فاروق ص 61

اگست: ہفت روزہ خدام الدین (دوسرا حصہ (1971 تا 1985) مرتب: صلاح الدین فاروقی ص60

ستمبر: نام کتاب: معارف سیرت مرتب: میاں سعد خالد ص56

اکتوبر: نام کتاب: الوفاء باسماء النسا مرتب: ڈاکٹر محمد اکرم ندوی ص42

دسمبر: نام: تلخیص البیان فی فہم القرآن تالیف: مولانا محمد زاہد انور ضخامت: 1208 صفحات ص40

نام: بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم تالیف: مولانا حافظ عبدالحمید تونسوی ضخامت: 152 صفحات ص41

تراجم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: چنیوٹ سے حضرت پیر جی رحمہ اللہ کے معالج ڈاکٹر منصور علی خانؒ انتقال: 5؍دسمبر 2020، جامعہ احسن العلوم کراچی کے بانی مفتی زرولی خان رحمہ اللہ انتقال: 7؍دسمبر 2020

فروری: کراچی کے محمد دین خلجی رحمہ اللہ انتقال: 23؍ستمبر 2020 سید ذوالکفل بخاری رحمہ اللہ کے دوست، صحافی اور کالم نگار، جناب رؤف طاہر مرحوم انتقال: 4؍جنوری 2021

مارچ: حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے ہم سبق حضرت مولانا محمد رفیق (ہوتہ) انتقال: یکم مارچ

دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے معاون بابا محمد اسلم انتقال کر گئے

اپریل: حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد قاری عبدالرشید (فیصل آباد) کی اہلیہ محترمہ انتقال :11 مارچ جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاذ الحدیث مولانا شبیر الحق کشمیری انتقال: 17 مارچ

مئی: مجلس احرارِ اسلام چناب نگر کے قدیم کارکن اور حضرت پیر جی رحمہ اللہ کے رفیق، احمد علی راجہ انتقال: 15 مارچ

مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن حافظ رحیم بخش انتقال: 20 اپریل

جون: مجلس احرار اسلام کے نہایت مخلص و وفادار کارکن اور مدرسہ معمورہ کے قدیم خادم حافظ شفیق الرحمٰن انتقال: 13 مئی

مدرسہ معمورہ کے مدرسین مولانا اخلاق احمد، قاری اسرار احمد اور ارشاد احمد کے والد انتقال: 11 مئی

جولائی: مجلس احرار اسلام کے امیر سید محمد کفیل بخاری کی پھوپھی اور سید عطاء المنان بخاری کی خالہ انتقال: 25 جون

مجلس احرار اسلام ماہڑہ مظفر گڑھ کے سرپرست جام شفیع احمد اور بخاری اکیڈمی ملتان کے انچارج جام ریاض احمد کی والدہ انتقال: 20 جون مجلس احرار اسلام ملتان کے فعال اور ہر دلعزیز کارکن قاری محمد عزیر (امام وخطیب مسجد نور کوٹلہ تولے خان) کی والدہ انتقال: 23 جون

اگست: حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد قاری عبدالرشید (فیصل آباد) کی ہمشیر انتقال: 27 جون

جھنگ کے قدیم کارکن ماسٹر معراج دین انتقال: 21 جولائی

ستمبر: متبحر عالم دین، جامعہ خیر المدارس، جامعہ قاسم العلوم اور جامعہ عمر بن خطاب ملتان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یاسین صابر رحمہ اللہ انتقال: 25/ اگست

سید محمد کفیل بخاری کی چچی، سید عطاء المنان بخاری کی ممانی، سید محمد امجد شاہ صاحب کی اہلیہ، سید محمد اسجد شاہ، سید عبدالقیوم شاہ کی والدہ انتقال: 28/ اگست

اکتوبر: مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (صدر مجلس احرار اسلام، ہند)، انتقال: 10 ستمبر 2021ء

تحریک آزادی کشمیر کے عظیم رہنما سید علی گیلانی انتقال: یکم ستمبر 2021ء

نومبر: مجلس احرار ملتان یونٹ قاسم بیلہ کے کارکن محمد عباس کے بھائی غلام مصطفیٰ انتقال 25 اکتوبر 2021ء

ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کے پھوپھوزاد بھائی غلام شبیر انتقال 21/ اکتوبر

دسمبر: حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی بڑی بہو، امام اہل سنت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کی اہلیہ اور حافظ سید محمد معاویہ بخاری کی والدہ مرحومہ، انتقال: 8 نومبر 2021ء ملتان

حضرت مولانا خواجہ رشید احمد صاحب (خانقاہ سراجیہ کندیاں) انتقال: 25 نومبر 2021ء بوقت سحر لاہور

مجاہد کبیر
رحمۃ اللہ علیہ
حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ
(رہنما جمیعت علماء اسلام)
کے یومِ وصال پر (اسی جگہ جہاں دم دیا تھا)
دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی
ایصالِ ثواب کیلئے
قرآن خوانی
دعائیہ اجتماع
0300-2443788
21 دسمبر 2021 بروز منگل بوقت 9 بجے صبح
مختلف دینی وسیاسی اور سماجی وشہری تنظیموں کے رہنما شرکت و خطاب کریں گے۔
ان شاء اللہ
انجمن دارالعلوم ختم نبوت (رجسٹرڈ)
جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی
0305-8716709

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
الحمدللہ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس